یہ کتاب مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکیڈیمی کی اعانت سے شائع ہوئی ہے

۷۸۶

ڈاکٹر ریحان یوسف انصاری

مرقع فیض

خطاط الھند

فیض مجدّد

کاتب و آرٹسٹ

مرتب

محمد اسلم کرتپوری

۱۸ کاگل والا بلڈنگ پیر خان سٹریٹ بمبئی ۳

جملہ حقوق بحق پبلیشر محفوظ ہیں

نام کتاب :- مُرقعِ فیض

خطاط الہند فیض مجدّدی صاحب (کاتب آرٹسٹ)

مرتب :- محمدؐ اسلم کرتپوری۔ تلمیذ فیض کاتب آرٹسٹ

اشاعت اوّل ..... سنہ ۱۹۸۲ء

تعداد ..... ایک ہزار

قیمت ..... 30 روپے

مطبوعہ: شِلف آرٹس، تاردیو بمبئی ۴۰۰۰۳۴

طابع وناشر :- محمدؐ اسلم کرتپوری۔ ۱۸، کاگل والا بلڈنگ

دوسری پیرخاں اسٹریٹ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

حرف بہ حرف

میرے نزدیک خوشنویسی، کتابت کے فن کی معراج ہے۔ اور میں چاہتا بھی یہی تھا کہ ایک کامیاب خوشنویس بنوں۔ استادِ محترم فیض مجدّدی سے جب میں متعارف ہوا اور ان سے استدعا کی کہ مجھے اپنا شاگرد بنا لیجئے تو انہوں نے فرمایا "تم کاتب بننا چاہتے ہو؟" میں نے پرجوش لہجے میں کہا "جی نہیں۔ مَیں خوشنویس بننا چاہتا ہوں"۔ میرے جوش و خروش کو دیکھ کر انہوں نے مجھے اپنا شاگرد بنا لیا۔ بڑے خلوص اور بڑی لگن کے ساتھ میری تربیت کرتے رہے۔ مسلسل محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف تین مہینے میں مجھے اس فن پر کافی عبور حاصل ہو گیا۔ لیکن افسوس! غمِ معاش میرے فن کے راستے کی دیوار ثابت ہوا۔ اور مجبوراً اس فن کو اپنا پیشہ بنانا پڑا۔ اس طرح میں ایک خوشنویس بننے کے بجائے کاتب بن گیا۔ اور دس بارہ برسوں کے دوران بمبئی کے مختلف اخبارات و رسائل میں کتابت کرتا رہا۔

فیض صاحب کے لکھنے کا اپنا ایک الگ اسٹائل ہے۔ اس اسٹائل میں انفرادیت بھی ہے اور کمالِ فن کا ثبوت بھی۔ خطِ لاہوری کے بیضوی دائروں کو انہوں نے لچکدار اور حروف کے نازک جوڑوں کو مزید نفیس بنا دیا۔ فیض صاحب کا یہ انفرادی طرزِ تحریر اس قدر مقبول اور مشہور ہوا کہ ہر صاحبِ کتاب کی خواہش ہوتی کہ وہ اپنی کتاب فیض صاحب ہی سے لکھوائے۔ اور ہر خوشنویس کوشش کرتا کہ وہ فیض صاحب ہی کی طرح لکھے۔ لیکن یہ طرز دہلوی اور لکھنوی اندازِ تحریر سے قدرے مختلف ہے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کیلئے زیادہ مشق اور محنت درکار ہے۔ اسلئے فیض صاحب کے اس انفرادی طرز کو چند خوشنویس ہی کامیابی کے ساتھ اپنا سکے۔

چند سال پیشتر جب فیض صاحب نے ایک شعری کتاب "غالب مصوّر" میں اپنے فنِ خطاطی اور مصوّری کے جوہر دکھائے تو خوشنویسوں کے حلقہ میں دادِ تحسین کا ایک شور گونجنے لگا۔ لیکن اس کتاب کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ ایک عام آدمی اسے خریدی نہیں سکتا۔ اور کتاب خریدنا بھی ضروری ٹھہرا کیونکہ فنِ خطاطی کے شائقین اس کتاب کے بغیر تشنگی سی محسوس کرتے ہیں۔ "غالب مصوّر" خوشنویسی کا اعلیٰ اور بے مثال شاہکار ہے۔

خطاطی کے فن کے تعلق سے جو کتابیں اُردو میں دستیاب ہیں ان میں زیادہ لکھنوی طرز کی ہیں۔ اور کچھ لاہوری طرز کی۔ یہی کتابیں سیکھنے والوں کی مددگار بھی ہیں۔ ان کتابوں میں جو کمی مجھے شدت سے محسوس ہوئی وہ تھی حروف کے جوڑوں کے طریقے اور اصول ۔ کسی کتاب میں واضح طور پر بحث نہیں کی گئی ہے۔ کہ کس حروف کو کشش کے ساتھ لکھا جائے اور کسے بغیر کشش کے۔ دو حروف کے جوڑ اور دو سے زیادہ حروف کے جوڑ میں شوشے کتنے اور کیسے بنائے جائیں۔ کمی کے اِس احساس نے مجھ میں یہ خواہش بھی جگائی کہ اس فن پر ایک مکمل اور جامع کتاب شائع کی جائے۔ جو تکنیکی اعتبار سے مبتدیوں کی رہ نما ثابت ہو۔

۱۹۷۴ء میں اردو کیلیگرافرز ایسوسی ایشن کی صدارت کے عہدے پر نامزد ہونے کے بعد جب مجھے کاتبوں کے مسائل اور ان کی الجھنوں پر سوچنے کا موقع ملا تو یہ خواہش اور بھی شدید ہوگئی۔ لیکن مصروفیتوں نے موقع ہی نہ دیا۔

ادھر میں نے اخباری دنیا کو خیرباد کہا اور مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈیمی سے منسلک ہوا تو مجھے اپنی فنی خامیوں کا شدت سے احساس ہوا۔ گذشتہ سال میں نے فیض صاحب سے گذارش کی کہ فنِ خطاطی کے قواعد وضوابط کی ایسی کوئی کتاب مرتب کریں جو ہم لکھنے والوں کی صحیح رہ نمائی کر سکے۔ فیض صاحب نے میری تجویز سے اتفاق کیا اور ساتھ ہی کتاب کی اشاعتی دشواریوں کا تذکرہ بھی۔ میں نے انہیں یقین دلایا کہ طباعت کی تمام تر ذمہ داریاں میں انجام دوں گا۔ فیض صاحب نے خوش ہو کر اس کتاب میں مجھے برابر کا شریک رکھا۔

خدائے قدوس کا کرم ہے کہ یہ کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب نومشق طلبہ اور مشاق کاتبوں دونوں کے لئے ایک انمول تحفہ ہی نہیں ممد و معاون بھی ہے۔

محمد اسلم کرتپوری بمبئی

۵ اپریل ۱۹۸۱ء

فنِ کتابت اور میں

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی
کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیزِ من (سعدی)

(اے عزیز۔ تو کسی بھی کام کو کمال کے درجہ تک پہنچا تاکہ تو دنیا میں پسندیدہ ہو جائے۔ کیونکہ کوئی بھی شخص جب تک کمال حاصل نہیں کریگا۔ اسکو مقبولیت حاصل نہیں ہوگی)

خدا کی اس کائنات میں صاحب علم وفن کی کمی نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے کسی بھی فن میں کامیاب و کامراں ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہیں اس پر عبور حاصل کرنے کیلئے کتنی محنت کتنا ریاض اور کن کن مشکلات سے گذرنا پڑا ہوگا۔ مذکورہ بالا شعر اسی بات کا ترجمان ہے۔ کہ دنیا میں وہی شخص صاحبِ کمال کہلاتا ہے جسنے اپنی لیاقت، صلاحیت اور محنت سے کسی بھی فن کے حصول کیلئے جد وجہد کی ہو۔

فنِ کتابت یا فنِ خوشنویسی بھی ایک ایسا ہی فن ہے جس پر جتنا ریاض، جتنی محنت کیجائے۔ اس پر اسی قدر عبور حاصل ہوتا ہے۔

میں مشہور شاعر و جرنلسٹ تاج الدین احمد تاج کا بیٹا ہوں۔ میرے دادا ملا محمد بخش بھی مشہور جرنلسٹ تھے۔ کشمیر کے "پال" خاندان سے میرا تعلق ہے۔ پال راجہ تھے جنہوں نے حکومت اور تاج و تخت کو خیرباد کہکر درویشانہ زندگی اختیار کرلی تھی۔ اور جنکا اسلامی نام شمس الدین تھا۔ ان سے چار خاندان وجود میں آئے۔ جن میں دو خاندان دہلی آکر اور دو پاکستان میں بس گئے۔

نجی حالات نے کچھ ایسی شکل اختیار کرلی کہ میں اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔ حتیٰ کہ اردو کی تیسری کتاب بھی پوری نہ کرسکا۔ پانچسال کی عمر سے محنت و مزدوری کا خوگر ہوگیا۔ حصولِ معاش کیلئے سب سے پہلے رنگ سازی سے کام کا آغاز کیا۔ لیکن چونکہ طبیعت نفاست پسند تھی اسلئے یہ کام پسند نہ آیا۔ کیونکہ اس کام میں دن بھر گھاسلیٹ سے گویا نہانا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس کام کو چھوڑکر فنِ خوشنویسی کی جانب مائل ہوا۔ استاد غلام فرید صاحب سے خوشنویسی کی اصلاح لیتا رہا۔ استاد غلام فرید صاحب اسکول کے کورس کی کتابوں کی کتابت کرتے تھے اور اُن کا طرزِ کتابت لاہوری طرزِ کتابت سے جُداگانہ تھا۔ لاہوری طرزِ کتابت مجھے بہت پسند تھا۔ لاہوری طرزِ کتابت میں منشی عبدالمجید صاحب المعروف "پرویں رقم" بہت مقبول تھے۔ اور اس کے بعد میں نے لاہوری طرزِ کتابت کو اپنایا۔

لاہور میں شاہی مسجد، مقبرہ جہانگیر اور دیگر تاریخی عمارتوں پر لکھے ہوئے قطعات و عبارات دیکھ دیکھ کر خوش نویسی کا شوق مزید بڑھتا گیا

بارہ تیرہ کی عمر میں دہلی۔ آگرہ۔ فتح پور سیکری اور دیگر تاریخی عمارتوں اور تاریخی مساجد پر ایرانیوں کے کتبات و قطعات نے میرے ذوقِ خوش نویسی کو اور جِلا بخشی۔

دراصل لاہوری طرزِ کتابت ایرانی طرزِ کتابت کا ہی ایک حصہ ہے۔ منشی عبدالمجید پروین رقم اور منشی تاج الدین زریں رقم نے اس ایرانی طرزِ کتابت میں اپنی حکمت عملی سے کچھ ایسی نزاکتیں پیدا کر دی ہیں کہ وہ مزید خوبصورت معلوم ہونے لگے اور جسے عوام نے بھی بہت پسند کیا۔ اب اس خط کو چاہے پنجابی طرزِ کتابت کہہ لیجئے یا لاہوری طرزِ کتابت۔ اس سلسلے میں منشی عبدالمجید پروین رقم اور منشی تاج الدین زریں رقم کو استاد کا درجہ دیتا ہوں۔ چونکہ ان ہی کی تصنیف کردہ خوش نویسی کی کتابوں کو خوش نویسی کیلئے رہنما بنایا۔

سترہ سال کی عمر میں اس فن پر خاصا عبور حاصل کر لیا۔ اس عرصہ میں سینماؤں کے بے شمار پوسٹر لکھے۔ سینما کے پوسٹروں میں تحریر کیساتھ تصویر بھی ہوتی تھی۔ لہٰذا میں نے اپنی استعداد و صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے تصویریں بنانا بھی شروع کر دیں۔ چنانچہ فیض کاتب سے فیض آرٹسٹ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

۱۹۲۸ء میں تفریح کی غرض سے بمبئی آیا۔ اور کچھ دن رہ کر لاہور واپس چلا گیا۔

دو سال بعد بمبئی سے ہفتہ وار مصوّر کے مالک و مدیر جناب محمد نذیر صاحب مرحوم کا خط آیا جسمیں انہوں نے لکھا کہ اگر آپ ہمارے ادارے میں آجائیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔ مجھے بمبئی بہت پسند تھی۔ چنانچہ فوراً ہی لاہور سے بمبئی چلا آیا۔ اور مصوّر ویکلی کے فلمی اشتہارات کی کتابت کا کام اپنے ذمے لے لیا۔ میں پچاس سال سے بمبئی میں مقیم ہوں۔ نذیر صاحب کے انتقال کو ۲۵ برس ہو گئے ہیں اُن کے بعد انگریزی اخبار "اسکرین" کیلئے فلموں کے اشتہار بنانے شروع کر دیئے۔ جو بہت پسند کئے گئے۔

چھ سال قبل میں نے اپنے تین دوستوں کے ساتھ ملکر "دیوانِ غالب" مصوّر شائع کیا جس کی کتابت اور پن ڈرائنگ کی تصاویر میں نے بنائیں۔ جسکا افتتاح مرحوم فخرالدین علی احمدؒ صدر جمہوریہ ہند نے کیا۔

ایک زمانہ تھا کہ اُردو اسکولوں میں درس و تدریس کے ساتھ فنِ خوشنویسی بھی سکھائی جاتی تھی۔ اب تو پورے ملک میں "اُردو اکیڈیمی" نے فنِ خوش نویسی کی تدریس کیلئے باقاعدہ مدارس کھولے ہیں۔ جہاں نومشق خوش نویسوں کو ماہانہ وظیفہ بھی ملتا ہے۔

حدیثِ نبویؐ ہے کہ "اگر تمہارے پاس کوئی علم یا فن ہو تو دوسروں کو بھی بتاؤ" چنانچہ اس فرمان کے تحت میرے دل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ فنِ خوشنویسی کا ذوق و شوق رکھنے والوں کیلئے خوشنویسی کے طور و طریق اور جملہ قواعد و ضوابط کو کتابی شکل میں شائع کروں بازار میں خوشنویسی کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو حروف و الفاظ کے صحیح خدوخال کو پیش کرے جو نومشق طلبہ کے لئے مشعلِ راہ ہو۔

مجھے امید واثق ہے کہ خوش نویسی کی اِس کتاب سے نومشق مستفید و مستفیض ہوں گے۔

میں نے چند صفحات ایرانی خوشنویسوں کے اور چند صفحات پاکستانی خوشنویسوں کے بھی شامل کر دیئے ہیں۔ جو شائقین کی دلچسپی کا باعث بھی بنیں گے اور مفید بھی ثابت ہوں گے۔

میرے چند شاگردوں کے نام یہ ہیں۔

نورُالدین آزاد (خواجہ پبلشنگ ہاؤس)

قاسم گڈکری (جدّہ یونیورسٹی)

محمد اسلم کرتپوری (مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکیڈیمی)

عبدالمعید خان (روزنامہ انقلاب بمبئی)

برق بُرہانپوری (ہفتہ وار عندلیب بمبئی)

سیّد احمدؔ (بنگلور) محمد سجّاد قریشی

میرے لئے یہ حضرات باعثِ فخر ہیں اور دوسرے خواہشمندوں کو بھی ان سے فیض پہنچنے کی امید ہے۔

مستند روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم بھی خوشنویسی کے دلدادہ تھے اور خوشنویسوں سے بہت التفات فرمایا کرتے تھے۔

گر ہمی خواہد کہ باشی خوش نویس

می نویس و می نویس و می نویس

(اگر تُو چاہتا ہے کہ اچھا لکھنے والا بنے تو (اسکے قاعدہ جان کر) لکھتا رہ اور لکھتا رہ اور لکھتا ہی رہ۔) مولینا روم

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

فیض مجدّد کاتب

۱۲ فروری ۱۹۸۱ء

خطِ نستعلیق اور اُسکی اہمیّت

فن خطّاطی اپنے حسن اور دلکشی کی وجہ سے عالمگیر شہرت و مقبولیت کا حامل ہے۔ اس کے اعلیٰ نمونے قرآن پاک کے قدیم نسخوں، تاریخی عمارتوں، مساجد کی محرابوں اور گنبدوں میں نظر آتے ہیں۔ جسے دیکھ کر ایک عام انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

خطاطی ایک محنت طلب اور صبر آزما فن ہے جسے سیکھنے کے لئے کڑی محنت اور مشقت کی ضرورت ہوتی ہے حُصولِ فن کیلئے دلچسپی کے ساتھ ساتھ مستقل مزاجی بھی بے حد ضروری ہے ورنہ اس فن کا حصول بہت مشکل ہے۔ دوسرے فنون کی بہ نسبت اسے سیکھنے کیلئے زیادہ مدّت درکار ہوتی ہے۔ اُستاد خطّاطی جناب تاج الدین زریں رقم نے کہا ہے

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سَو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

تاریخی اہمیت :- عالم عرب میں زمانہ قدیم سے حضرت ادریس علیہ السلام کا خط معقلی رائج تھا۔ اس کے بعد خط کوفی کا رواج ہوا۔ یہ خط کافی دنوں عربوں میں مقبول رہا لیکن ۳۱۰ھ میں خطاط ابن مقلہ نے خط معقلی اور کوفی میں کچھ تصرّف کر کے چھ مزید خط اختراع کئے (۱) ثلث (۲) ریحان (۳) توقیع (۴) محقق (۵) نسخ (۶) رقعہ، اور ہر خط کیلئے ایک شکل قرار دی پھر اس کے بعد زمانہ کے لحاظ سے خوش نویسوں نے توقیع اور رقعہ سے کچھ تراش خراش کر کے ساتواں خط تعلیق نکالا۔

تقریباً ۸۰۰ھ تک یہ تمام خط جاری رہے وہ علوم و فنون جو زمانہ دراز سے بغداد میں عروج پا رہے تھے۔ ایران اور خراسان کی طرف منتقل ہونے لگے۔ خصوصاً ایران کا مغربی صوبہ جو آذربائجان کے نام سے مشہور

ہے ہر قسم کے علوم و فنون کا مرکز اور ترقی کا گہوارہ بن گیا۔ لوگوں کا مذاق بالکل بدل گیا ہر چیز میں تراش ہو رہی تھی اور قدامت پرستی سے منہ موڑ کر جدّت پرستی کی جانب پیش قدمی کی جا رہی تھی۔ عربی خط کی پرانی سادگی ہر لفظ میں شروع سے آخر تک ایک قلم، حرفوں میں تیغوں کے پیچ و خم اور کششوں میں موجوں کی لہریں جو عربی کیلئے مخصوص تھیں فارسی زبان کیلئے غیر موزوں اور بے محل خیال کی گئیں۔ چنانچہ آٹھویں صدی ہجری کے ابتدائی دور میں میر علی تبریزی نے لوگوں کے عام رجحان اور فارسی زبان کی خصوصیات کو پوری طرح پیش نظر رکھ کر خطِ نسخ اور تعلیق سے ایک نیا خط وضع کیا جو آخر میں نستعلیق کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہ خط تمام خطوں کا نچوڑ تھا۔ گویا یہ سمجھنا چاہیئے کہ عربی خط نے ثلث، رقعہ اور تعلیق وغیرہ میں جس قدر رنگ بدلے وہ سب کے سب نستعلیق کو پیدا کرنے کیلئے زمین تیار کر رہے تھے۔ یہ خط فارسی زبان کیلئے ایسا مخصوص ہو گیا جیسا کہ ثلث اور نسخ عربی زبان کے لئے مخصوص تھے۔

نستعلیق کی کششوں اور دائروں میں جان اور تناسب دونوں موجود ہیں جو خوبصورتی اور حسن کے لئے لازمی ہیں۔ اب رسم الخط خطاطی کی حدود سے نکل کر نقاشی کی قلمرو میں داخل ہو گیا۔ حرفوں کی نوک پلک میں نزاکت پیدا ہونے لگی۔ ایک ایک حرف میں نقاشی کی خوبی مصوّری کی نزاکت اور وہ حسن و انداز پیدا کیا گیا کہ ہر لفظ بجائے خود ایک تصویر ہو گیا۔

ہندوستان میں خطِ نستعلیق:

ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۰۶۷ھ میں میر باقی ذوالکمالین آئے جو میر علی ہروی کے والد تھے۔ آپ علوم عقلی و نقلی میں یکتائے دہر اور خوشنویسی میں وحید العصر تھے۔ پھر ہمایوں کے زمانے میں خواجہ سلطان علی تشریف لائے اور اس کے بعد شاہ جہاں کے زمانے میں آقا عبدالرشید دیلمی آئے جو عماد کے بھانجے تھے اور خوشنویسی کے قلمرو بادشاہ تھے۔ ان کا ایسا سکّہ جما کہ سارا شہر اُن کا شاگرد ہو گیا ہندوستان آنے کے بعد اس خط میں مزید تراش خراش کی گئی۔ مغلیہ دور میں خطاطی کا فن کافی عروج پر تھا۔ اس دور کی خطاطی فن کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب کا لکھا ہوا قرآن پاک آج بھی عجائب گھروں کی زینت بنا ہوا ہے۔ مغلیہ دور میں اس فن کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور اسے ایک اعلیٰ مقام نصیب ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ شہنشاہوں نے بھی اس فن کو سیکھنے میں دلچسپی لی اور اپنے فن کا ایک شاندار نقش چھوڑا۔

نستعلیق اس قدر خوبصورت خط ہے کہ ہندوستانیوں نے اسے بہت جلد اپنا لیا۔ اس طرز میں دائرے یا تو بیضاوی ہوتے ہیں یا آفتابی۔ دائروں اور دوسرے حرفوں کو پُر ونے کے لئے ایک خاص نشست ہوتی ہے۔ جس کو "کرسی" کہتے

ہیں۔ نشست میں گڑبڑ یا دائروں میں عدم یکسانیت سے بدصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ درحقیقت تمام طرزوں میں حرف کی یکسانیت ہی اس کی خوبصورتی کی جان ہوتی ہے۔ بہترین خطاط اسی کو سمجھا جاتا ہے جو ان خوبیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے فن کا استعمال کرتا ہے۔ شمس الدین اعجاز رقم انھیں خوبیوں کی وجہ سے استاد مانے جاتے تھے۔

طرزِ جدید :

نستعلیق کو اور جدید طرز دینے کا سہرا استاد الخطاط منشی عبدالمجید پروین رقم لاہوری کے سر ہے منشی عبدالمجید پرویں رقم نے نستعلیق میں بیضاوی دائرے اور ایرانی انداز کو لیکر ایک طرزِ جدید ایجاد کیا۔ یہ خط بعد میں خطِ لاہوری کہلایا۔ اس طرز میں دائرے بیضاوی سے قدرے سمٹے ہوتے اور زیادہ نزاکت لئے ہوئے لہردار اور تمام حروف بالکل نازک اور نئے ڈھنگ کے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نقطہ بھی لچکدار اور مخروطی شکل میں ہوتا ہے۔ بعد میں اس طرز میں تاج الدین زریں رقم لاہوری نے کافی مقبولیت حاصل کی۔ اس کے بعد ان کے شاگرد فیض مجدد نے اس خط میں اور زیادہ نزاکت ڈال دی۔ اب یہ خط بالکل آرٹسٹک ہوتا چلا گیا ہے۔ اس خط کا رواج بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہر کوئی اس خط کو اپنانا چاہتا ہے لیکن اس خط کی کوئی کتاب ہندوستان میں دستیاب نہیں۔ اسی بات کے پیشِ نظر ہم اس خط کو کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ طلبا مستفیض ہوں۔

اُردو کیلئے نستعلیق کی ضرورت :

موجودہ دور میں اُردو والوں میں نستعلیق کا رواج اس قدر عام ہے کہ کم از کم نسخ انھیں کبھی پسند نہیں آیا۔ چند علمی کتابیں اور بعض ادبی جرائد جو اپنی اشاعت کو محدود رکھنا چاہتے ہیں ٹائپ پر طبع ہوتے ہیں۔ البتہ اخبارات اور درسی کتب کے ذریعے ٹائپ کو فروغ دینے کی جو کوششیں اب تک کی گئیں وہ سودمند ثابت نہیں ہوئیں۔ لیتھو کی فرسودہ اور بسا اوقات بھدّی طباعت تو ٹائپ کے حملوں سے پسپا ہونے لگی تھی لیکن فوٹو آفسیٹ اور ونڈائک کے طریقۂ طباعت نے اردو میں مروجہ روش اور نستعلیق رسم الخط کو ایسا سہارا دیا کہ ٹائپ کے مشدد حامی بھی اپنی طرزِ فکر پر نظرثانی کرنے کے لئے مجبور ہو گئے حقیقت بھی یہی ہے کہ آفسیٹ پر مطبوعہ اردو کتب دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کی کتابوں کے مقابل فخر کے ساتھ رکھی جا سکتی ہیں۔

اچھے فنکاروں کی ضرورت :

طباعت کا موجودہ طریقہ خواہ لیتھو ہو یا آفسیٹ کاتبوں کا محتاج ہے اور

اگر مطبوعہ حروف کے ذریعہ معلومات کی تشہیر بڑے پیمانے پر مقصود ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بڑی تعداد میں اچھے کاتب تیار کئے جائیں۔ لیکن کتابت یا خطاطی ایک فن ہے اور مصوری کی ایک فرع ہے جب تک کتابت اور طباعت کا کام محدود تھا کاتبوں اور خطاطوں کی محدود تعداد سے کام چل جایا کرتا تھا لیکن اب جب کہ کتابوں رسالوں اور اخباروں اور دیگر مطبوعہ مواد کی تعداد و مقدار میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے ایسی صورت میں مطلوبہ تعداد میں اچھے فنکار پیدا کرنا انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔ اچھے خطاط کے بحران کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج فن برائے فن نہیں رہا بلکہ فن برائے پیشہ ہو کر رہ گیا ہے۔ فن شناسی کی قدر اور عظمت اتنی باقی نہیں رہی جتنی شہنشاہوں اور نوابوں کے دور میں تھی۔ ناسازگار حالات نے اچھے اچھے فنکاروں کو بھی متاثر کیا ہے۔ آج ایک فنکار اپنی تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کی خاطر خواہ پذیرائی نہیں ہوتی اور نہ اس کے فن کی مناسب قیمت مل پاتی ہے۔ اس طرح ان کی صلاحیت پائدار نہیں ہو پاتی اور ان کا فن اندر ہی اندر دم توڑنے لگتا ہے۔ اچھے فنکار حالات کی اُن ستم ظریفیوں کے شکار ہوتے جا رہے ہیں اور بے بس مجبور ہو کر انھوں نے اپنے وقت کے آگے سپر ڈال دی ہے۔ آج بھی اس فن کی عظمت اور اس کی قدر و قیمت کا احساس لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو تو پھر اس فن کو اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل ہو سکتا ہے۔

شکر ہے کہ اِدھر کچھ عرصے سے اُردو اداروں کی توجہ اس فن کی ترقی و بقا کی طرف مبذول ہوئی ہے چنانچہ انجمن ترقی اردو ہند دہلی اور اس کے اشتراک سے دیگر صوبائی اردو اکادمیوں نے اس فن کی ترقی و ترویج کے لئے خطاطی کا شعبہ قائم کیا ہے۔ جس میں ماہرین فن اساتذہ کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ ان مراکز میں طلبا کا داخلہ کیا جاتا ہے اور انھیں وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اگر تربیت حاصل کرنے والے طلبا، پوری توجہ اور محنت سے اس فن کو حاصل کریں تو یقیناً اچھے خطاطوں کے فقدان کا سدّباب ہو سکتا ہے۔ اس فن کی ترقی کا ایک اور ذریعہ اسکے نمونوں کی نمائش ہے۔ پورے ملک میں ہر سال خطاطی کے نمونوں کی نمائش کی جائے۔ فن خطاطی کے مقابلے کا انعقاد اور اس مقابلے میں اچھی خطاطی پر انعام و اعزاز کا سلسلہ شروع ہو تاکہ خطاطوں کی ہمت افزائی کی جا سکے۔ اس سے فن میں دلچسپی پیدا ہوگی اور خطاطی کا یہ فن تیزی کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کرے گا اور فنِ خطاطی کی تجدید و احیاء میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

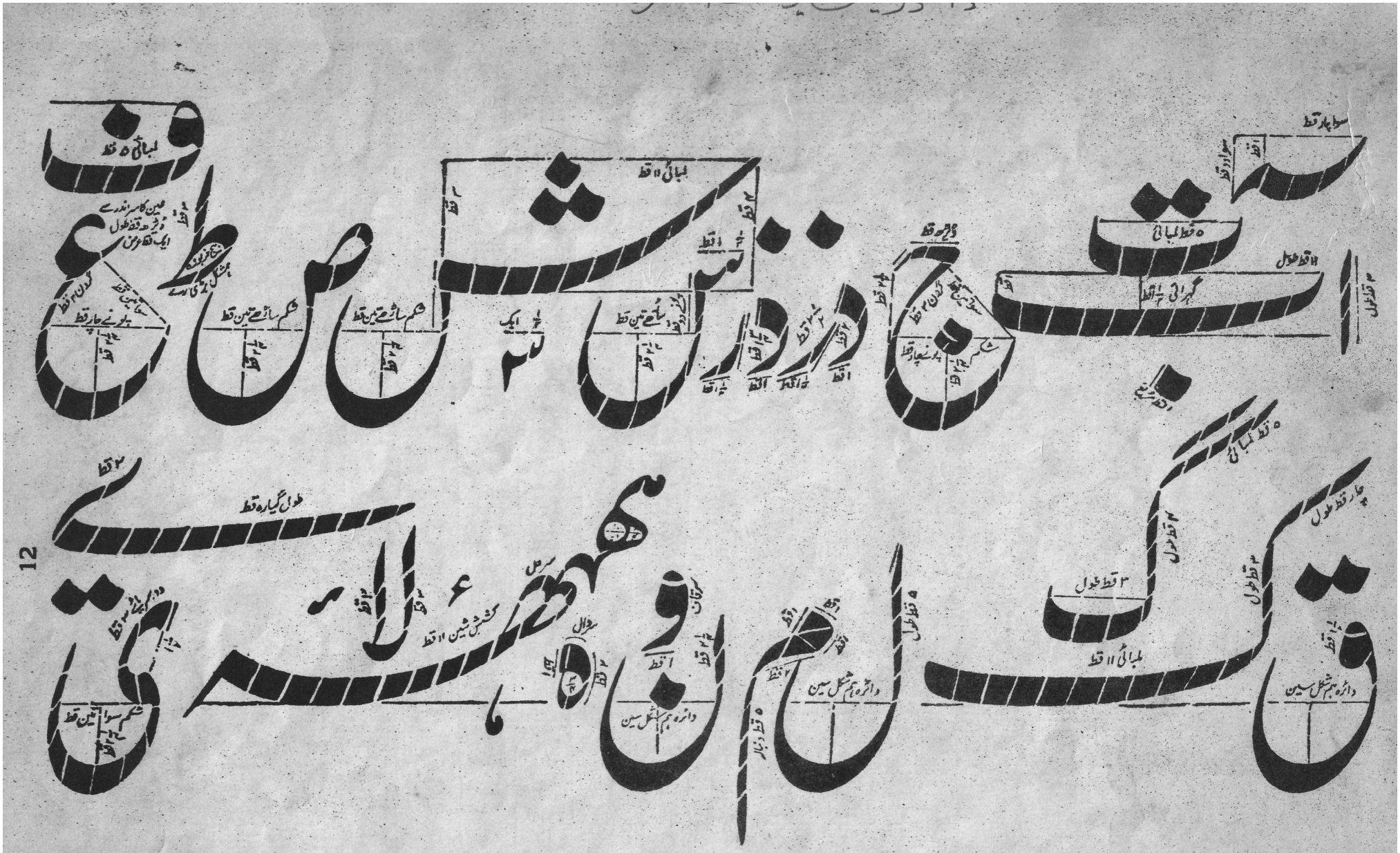
سبق
آموز
مشق
کاتب
فیض

ترک آن جا درد سر بیش است

رفتن و خوش زیستن

وفق کاتب

یہ نکتہ دھیان میں رکھیں کہ تمام تقطیعات میں حروف کے جوڑ کی ایک سے ہیں اس لیے صرف پہلے حرف کی بناوٹ پر زیادہ دھیان دیں کیونکہ آگے

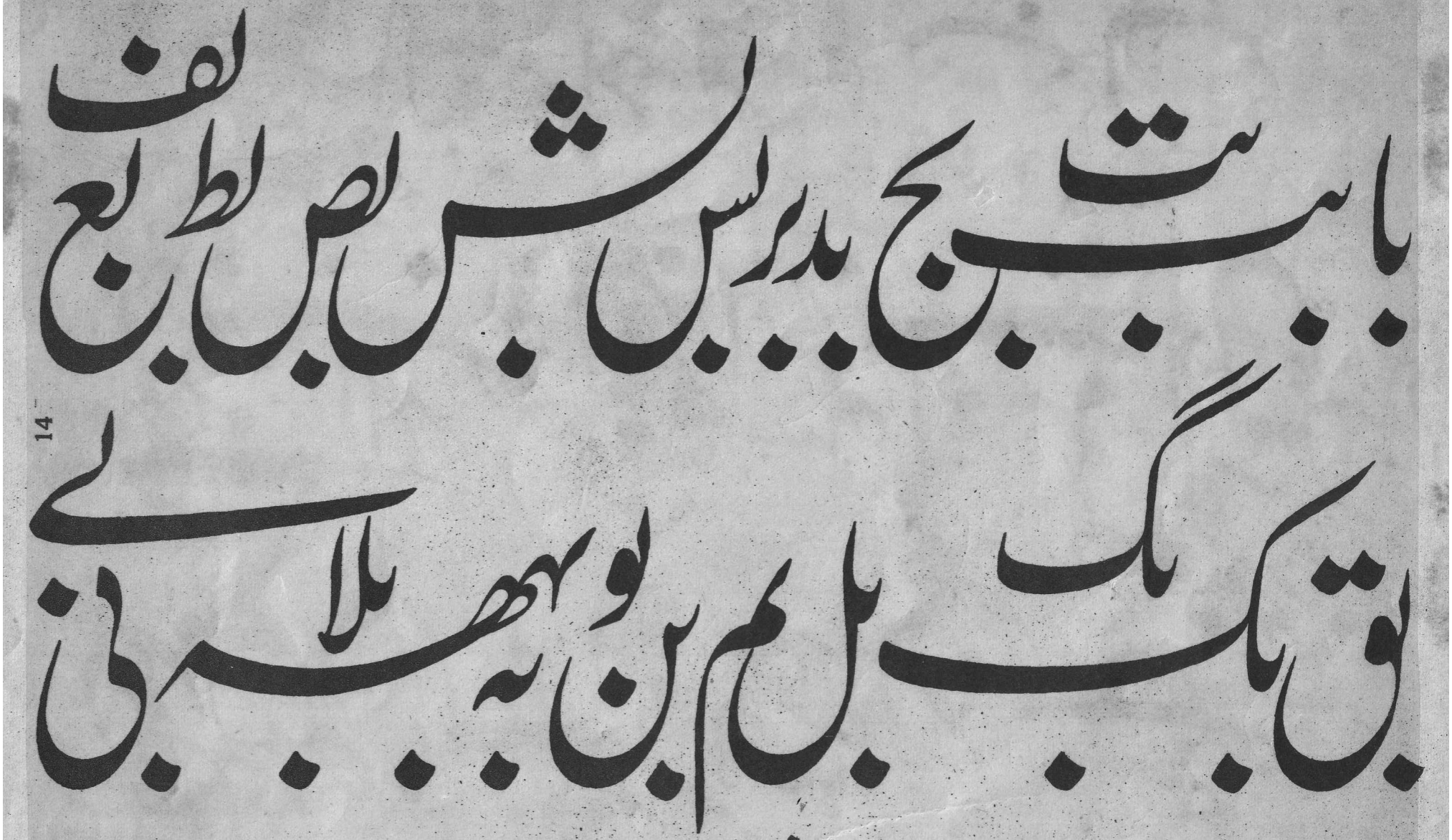

فیض کاتب

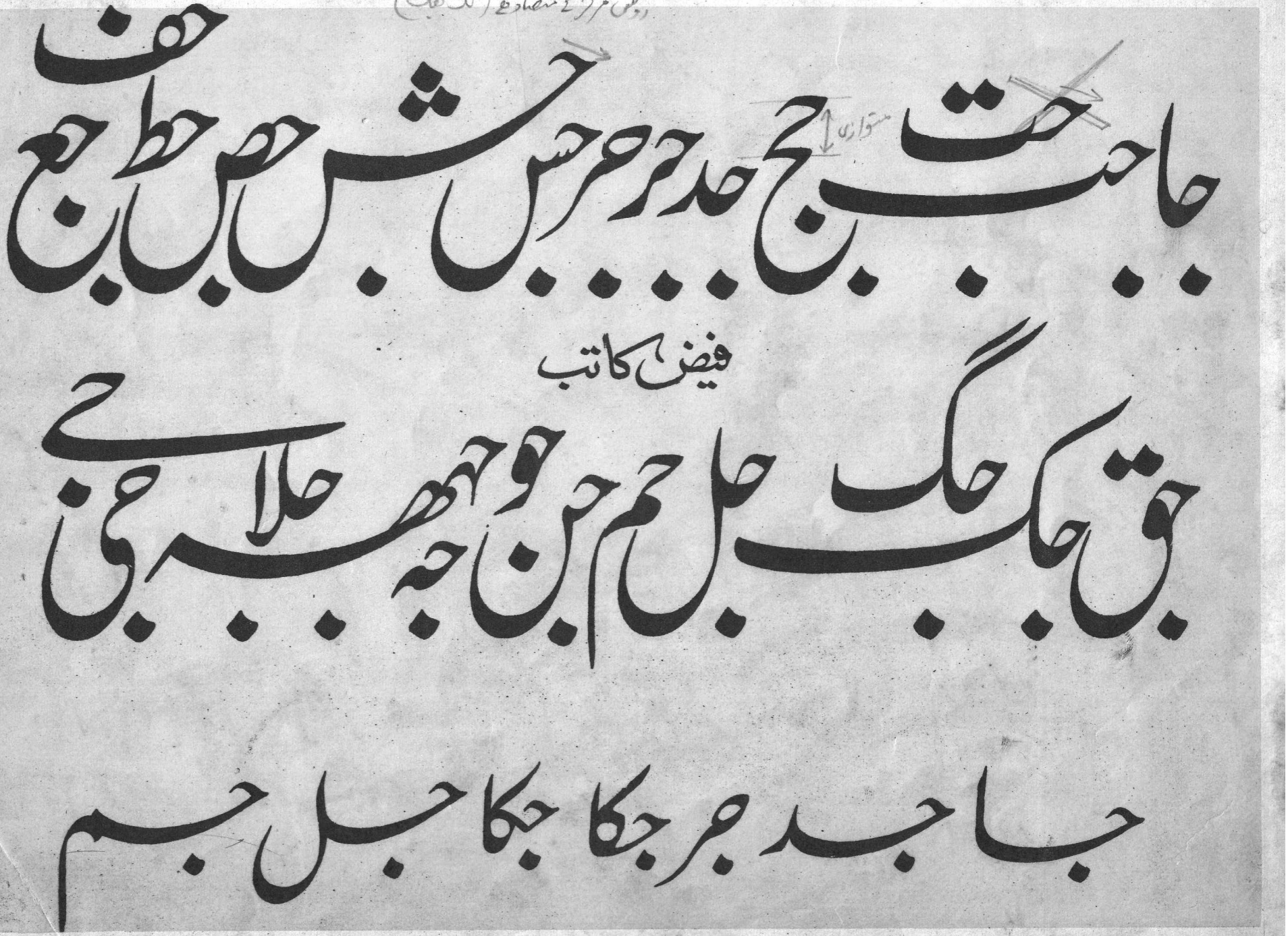
ساجت حج جد جر حر حس ش ص ض ط ظ ع
فیض کاتب
ق ک گ ل م ن و ھ ہ ی ے
جا جد جر جکا جل جم

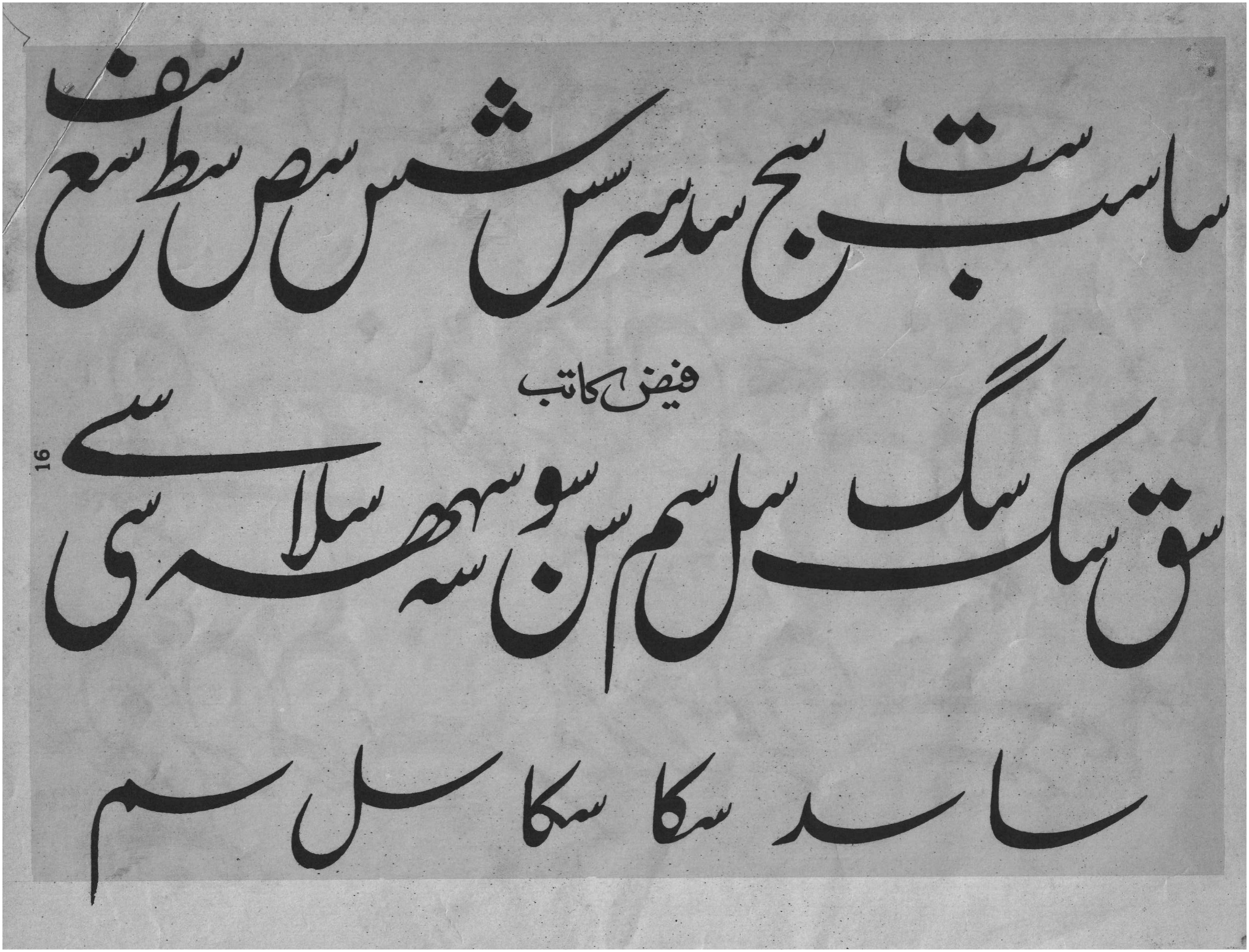
فیض کاتب
16

صاصت صح صد صر صس صش ص ض ط ع ف

فیض کاتب

ص ق ص ک ص گ ص ل ص م ص ن ص و ص ه ص ھ ص ی ص ے

ص ا ص د ص ک ا ص ک ص ل ص م

ط کی نقطے میں نچلا دائرہ ساقط ہے کیونکہ یہ نون کے لیتا ہے اسلیے الف کا ہیونہ میں ملنا یا نہ ملنا ہیونہ کی سطح پر منحصر ہوتا ہے

طا طب طت طج طد طر طس طش طص طط ظع طف

طق طک طگ طل طم طن طو طھ طہ طلا طے

طا طد طکا طگا طل طم

فیض کاتب

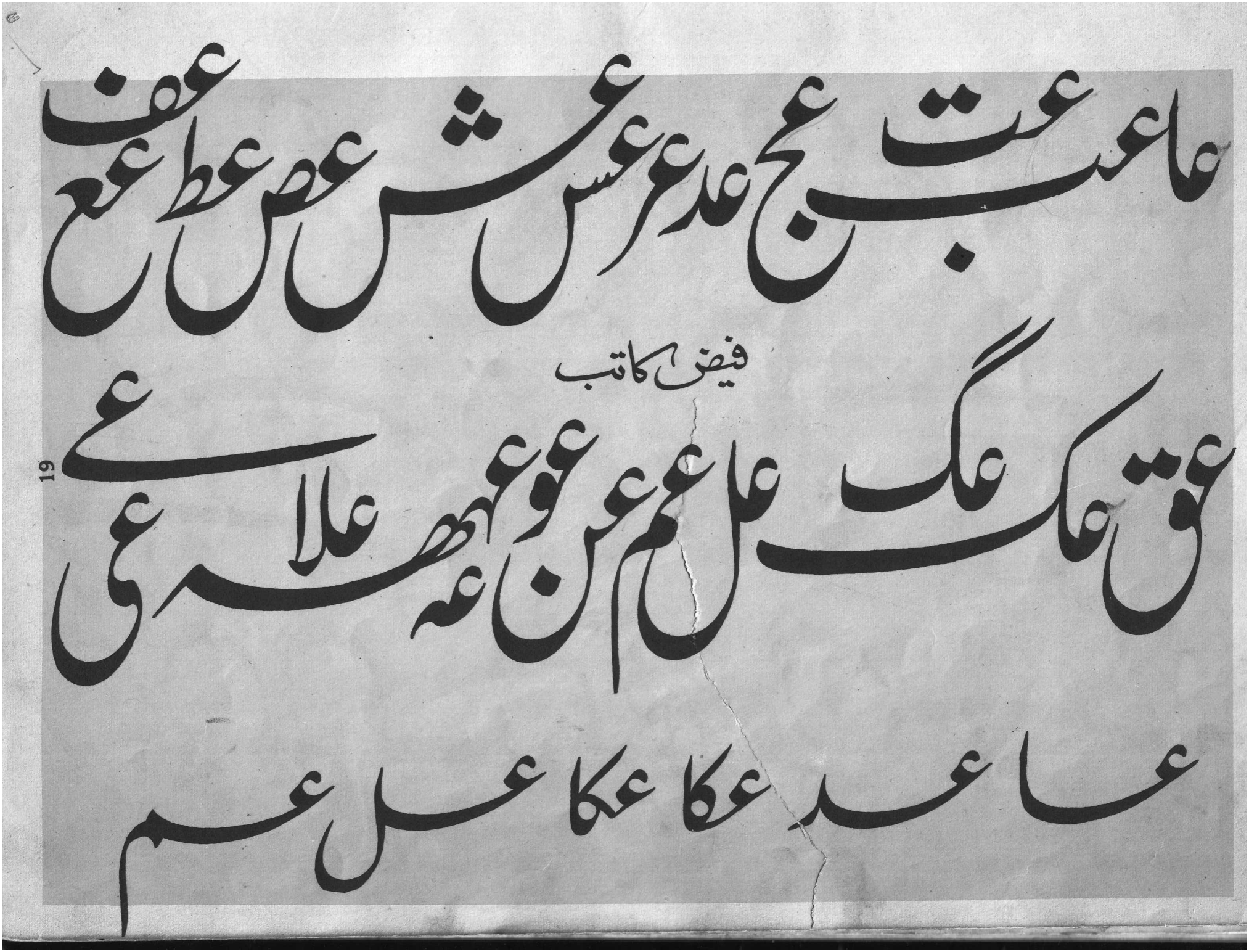
فیض کاتب

یہ تقطیع پوری 'ب' کی تقطیع کی طرح ہے صرف مرکز کا اضافہ ہے ابتدائی الف قدرے لمبا ہے۔ یہیں کاف کی شکل مخصوص ہوتی ہے

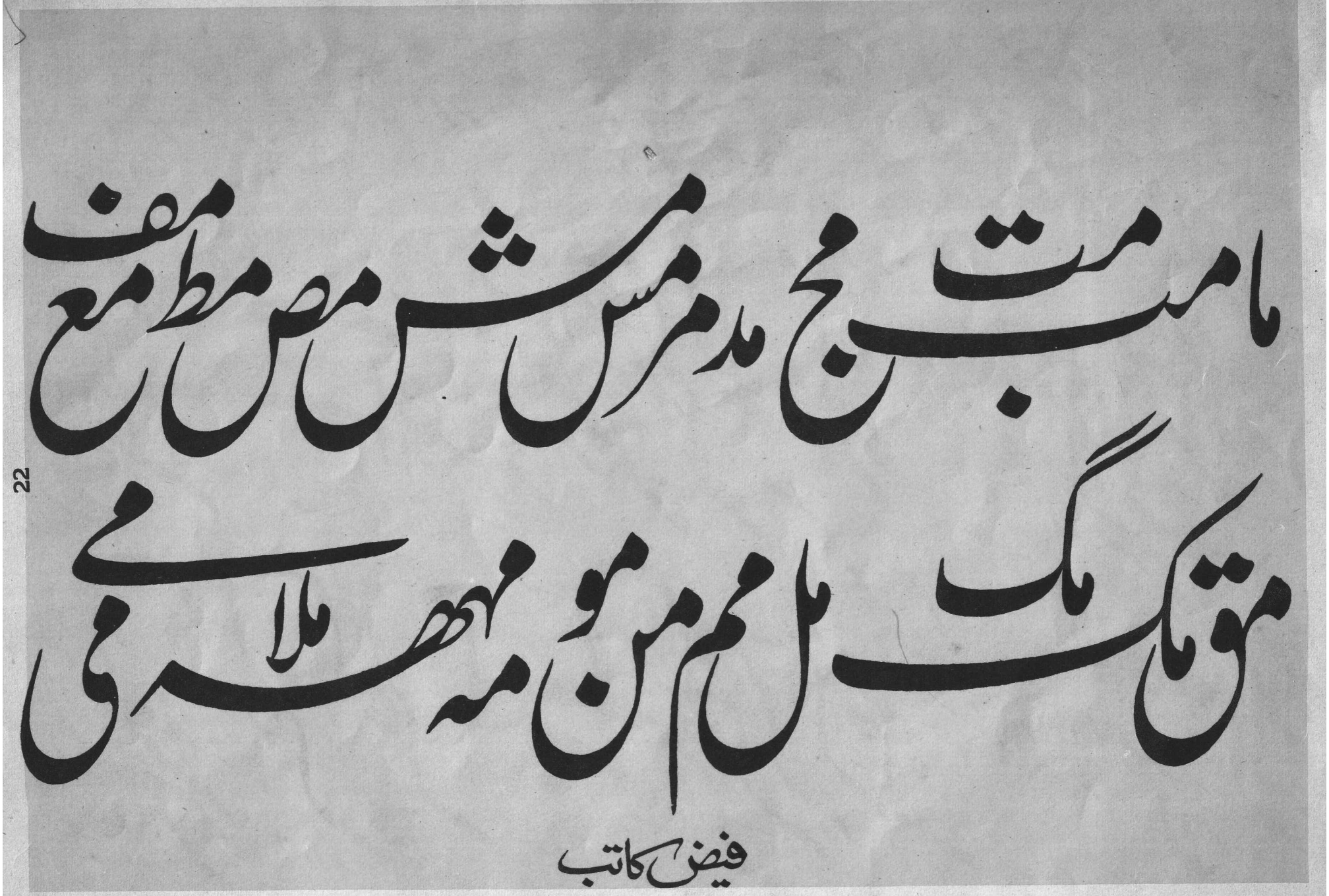

فیض کاتب

صفحہ پیمائی سے قبل کی نقل ۔ ۱۰ ک ل

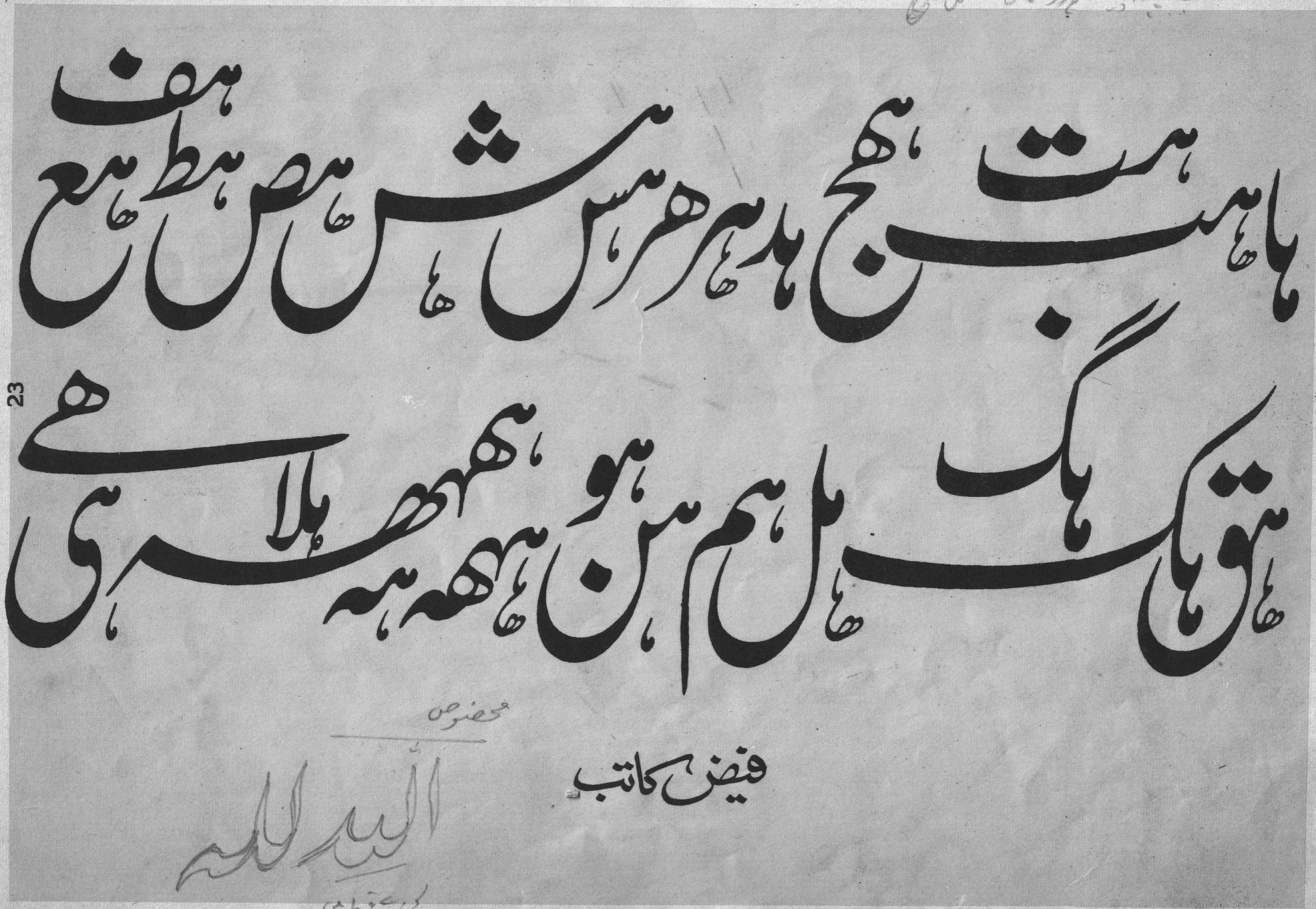

23

محضوص

فیض کاتب

الله الله

کرے قطعہ

نے از تو حیاتِ جاوداں میخواہم
نے عیش و نعیمِ جہاں میخواہم
نے کامِ دل و راحتِ جاں میخواہم
چیزے کہ رضائے تست آں میخواہم

بپاس خلافت مرزا عبید بیگ صاحب چغتائی قادری
کتبہ فیض مجید دمفی عفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعالیٰ اللہ مدینہ سرورِ عالمؐ کی بستی ہے
کہ ہر ذرّے پہ جس کے رحمتِ باری برستی ہے

۷۸۶

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

چاک خواہم زدن ایں دلقِ ریائی چہ کنم

روحِ را صحبتِ ناجنس عذاب است الیم

26

کتبہ فیض مجدد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبا سرکارِ عالمؐ کی نگاہِ لطف کیا کہیے

اگر تم جان دیکر بھی خریدو گے تو سستی ہے

پاس خاطر جناب صبا صاحب

کتبہ فیض مجدد لاہوری

چراغ

احسن نظر ہے یہ آسماں کے چراغ
گماں کی حد سے بھی آگے ہیں لامکاں کے چراغ

رے سینے میں لاکھوں ستارے روشن ہیں
جگر کے داغ نہیں یا کہ آسماں کے چراغ

یرا گھر میں ہے پلکوں پہ اشک چمکے ہیں
کہاں پہ چاہا تھا ہمنے جلے کہاں کے چراغ

اندھیرے میں رکھنے کی حد کہاں تک ہے
بجھا نہ ڈالیں میری آہیں دو جہاں کے چراغ

چراغ لگی آگ جل اُڑے تنکے
فضا میں جلتے رہے میرے آشیاں کے چراغ

کے ماروں کی قبریں مٹا دیں لوگوں نے
کہاں کے پھول رہے اور رہے کہاں کے چراغ

پھیڑ مجھ کو میرے دوست چپ ہی رہنے دے
جہاں میں آگ لگا دینگے داستاں کے چراغ

بیب کو روشن کیا عقیدت نے
ہمارے سجدے بنے اُنکے آستاں کے چراغ

ہر ایک تارِ نفس جل کے ہو گیا شاداب
کسی نے دیکھے نہیں میرے گلستاں کے چراغ

موج

چل میکدے سے دُور سلام و پیام لیں
ہمدم کسی کی مست نگاہوں کے جام لیں

مجھ پر حضور طرزِ ستم ہو تو خاص ہو
خود تڑپیں آپ ایسا کوئی انتقام لیں

میری خطا معاف نگاہوں سے آپ کی
مَیں گر رہا ہوں آپ میرا ہاتھ تھام لیں

کیوں پوچھتے ہیں آپ بھی اہلِ ستم کے نام
ہمکو تو سب نے لوٹا ہے کس کس کا نام لیں

میرا معیارِ ظرف نہ بدلیں گی رنجشیں
بیشک وہ امتحان میرا صبح شام لیں

وہ جانِ عشق ایک ہیں طالب ہیں دو جہاں
کس کس کا وہ پیام لیں کس کا سلام لیں

شادؔ اب کہدو سارے زمانے سے میری بات
جب بھی وفا کی بات کریں میرا نام لیں

بسم الله الرحمن الرحيم

چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی هاشمی و مطّلبی

مبارک نظر جناب [illegible]

کتبہ عبدہ خاکپائے [illegible]

عیب است ز دگر کشیدن خود را
وز جمله خلق برگزیدن خود را
از مردمکِ دیده بباید آموخت
دیدن همه کس را و ندیدن خود را

بیاض خادم حضرت مرزا حمید بیگ صاحب چغتائی قادری

کتبہ فقیر محمد عبدہ غفی عنہ

انقلاب

اندھیرے دنیا کے چھٹ رہے ہیں عمل کا سورج نکل رہا ہے
تمھیں خبر بھی ہے سونے والو زمانہ کروٹ بدل رہا ہے

دلو نمیں سازش نظر میں سازش چمن میں سازش قفس میں سازش
کہیں یہی تو نہیں قیامت زمانہ کیا چال چل رہا ہے

میرے نشیمن کو پھونکنا تھا تو سارے گلشن کو آگ دے دی
کہ یہ بھی شکوہ نہ کر سکوں میں کہ آشیاں میرا جل رہا ہے

مجھے یقیں ہے کہ ایک دن یہ نئی سحر کا پیام دے گا
جو نورِ اخلاص میرے دل میں تڑپ رہا ہے مچل رہا ہے

حقیقتاً ہے اُسی کا جینا جو ہنس کے کاٹے حیات کے دن
وہ کیا جیا اِس جہاں میں جس کو ہمیشہ خوفِ اجل رہا ہے

جو آتشِ عشق سے نہ پگلے وہ سنگ و آہن سے بڑھ کے ہوگا
ہمارا دل موم سے ہے نازک جو غم کے سانچے میں ڈھل رہا ہے

عزیز برہم رقیب بدظن ہر ایک شاداب کا ہے دشمن
مگر یہ شمع سحر کا شعلہ اُبھر رہا ہے سنبھل رہا ہے

جلوہ

اِدھر کعبہ اُدھر دیر و کلیسا دیکھ لیتے ہیں
ترے بندے کہیں بھی تیرا جلوہ دیکھ لیتے ہیں

حقیقت میں بڑے ہشیار ہوتے ہیں یہ دیوانے
کسی سے بات کرتے ہیں تو تیوَر دیکھ لیتے ہیں

کسی کے غم سے پہلے اعتمادِ ظرف لازم ہے
جو دل دیتے ہیں وہ اپنا بھروسہ دیکھ لیتے ہیں

دِکھانا چاہتے ہو دشمنی کی انتہا کیا ہے
چلو اے دوست تو یہ بھی تماشہ دیکھ لیتے ہیں

وہ کب آئینگے پرسش کو ہمیں معلوم ہے پھر بھی
دمِ آخر کی حد تک اُنکا رستہ دیکھ لیتے ہیں

جنھیں ہوتی ہے انکے نقشِ پا کی رہبری حاصل
وہ خوش قسمت ہیں منزل کا اُجالا دیکھ لیتے ہیں

بھنور میں ڈوبنے والوں کی حسرت زندہ رہتی ہے
وہ مر کر ہی سہی لیکن کنارہ دیکھ لیتے ہیں

ذرا تم زندگی کے اِس ستم کی انتہا دیکھو
شبِ فرقت کے مارے بھی سویرا دیکھ لیتے ہیں

کسی سے مُدعا اپنا بیاں کرتے نہیں شاد آب
ضرورت پر بھی ہم اپنا پرایا دیکھ لیتے ہیں

بعض کاتب صاحبان غفلت سے یا غلط فہمی میں غلط کشش اور غلط پیوند لگاتے ہیں

غلط طریقہ	روشن - جشن - سہرا
صحیح طریقہ	روشن - جشن - سہرا
غلط طریقہ	شہادت - شہر - شملہ
صحیح طریقہ	شہادت - شہر - شملہ

غلط اور صحیح
بیروت - بشر - حشر - مسجد
غلط اور صحیح
بیروت - بشر - حشر - مسجد
غلط اور صحیح
مسلم - مسلمان - مسرت
غلط اور صحیح
مسلم - مسلمان - مسرت
غلط اور صحیح
کوشش - کرشن - افسانہ
غلط اور صحیح
کوشش - کرشن - افسانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَلَغَ العُلیٰ بِکمالہٖ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجمالہٖ

دُور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حَسُنَتْ جمیعُ خِصالہٖ

حسیں ہیں اُنؐ کی سب خصلتیں

صَلُّوا عَلَیہِ وآلہٖ

درود بھیجو اُنؐ پر اور اُنؐ کی آل پر (سعدیؒ)

فیض کاتب

پاکستانی خوشنویسوں کے

نمونے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین

الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین ایاک

نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب

علیھم ولا الضآلین

خطاط مشرق صوفی عبدالمجید پرویں رقم (موجد طرز جدید)

تلمیذ حافظ نور احمد مولوی سید احمد

ولادت سنہ ۱۹۰۱ء لاہور۔ وفات ۴/اپریل سنہ ۱۹۴۶ء

آپ نے خط نستعلیق کو حسین ترین ترامیم کے ذریعہ ایک نہایت دلکش صورت عطا کی لہٰذا آپ کو امام فن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مرصع قطعات اور کتابہ نویسی میں امتیاز حاصل کیا۔ علامہ اقبال کی اکثر کتب کے اولین ایڈیشن آپ کی خطاطی سے مزین ہیں۔ آپ ہی کے لئے اقبال نے کہا تھا۔ "اگر پروین رقم خطاطی چھوڑ دیں گے تو میں بھی شاعری ترک کردوں گا۔"

عبدالحمید بن یحیی الکاتب

خونابۂ دل خور کہ سخن‌ہا بہ ازین نیست

دندان بجگر زن کہ کتابی بہ ازین نیست

در کنزِ وھد ایہ توان یافت خدا را

در صفحۂ دل بیں کہ کتابی بہ ازین نیست

بپاسخ خاطر ارجمند محترم حکیم زاہد بیگ صاحب شیخ نظامی لاہوری

(سنہ ۱۳۶۳)

کتبہ: فقیر خاک نشین عبد المجید ویں قم چشتی نظامی لاہوری

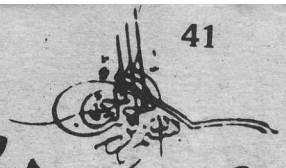

چو محوِ عشق شدی رہنما چہ می جوئی

بہ بحرِ غوطہ زدی ناخدا چہ می جوئی

بہ ذوقِ دل نفسی طوفِ خویش کن بیدل

تو کعبہ در بغل جا بجا چہ می جوئی

پیش خط از اعزہ محترم حکیم مرزا حمید بیگ صاحب چشتی نظامی دہلوی

(سنہ ۱۳۶۳)

کتبہ: فقیر خاک نشین عبدالمجید ویں رقم چشتی نظامی لاہور

سکندرانہ جلال

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں اُنکی تقدیریں

کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی اُنکی
معاف کرتی ہے فطرت بھی اُنکی تقصیریں

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ اُمتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

تاج زرّیں رقم — اقبالؒ

خطّاط تاج الدین زرّیں رقم لاہوری

ولادت ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء لاہور، وفات ۱۳ جون ۱۹۵۵ء

آپ نے لاتعداد وصلیاں اور مرصع قطعات لکھے۔ جلی لکھنے میں آپ بے مثال مہارت رکھتے تھے۔ مبتدیانِ خطاطی کے لئے مرقع زرّیں کے نام سے ایک شاہکار تصنیف کیا جو اس فن شریف پر واحد رہنما کتاب ہے۔ خط نستعلیق میں آپ کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

بیت المال کے بارے میں

حضرت الحاج آیت اللہ العظمیٰ خمینی مدظلہ العالی

آپ کا موقف کیا ہے؟

عِصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تُو نے دِلِ آزُردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

تاج الدین زرّیں رقم لاہور

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

۱۳۶۹ھ

خطاط الملک تاج زرّیں رقم لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ (تعالیٰ) کے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

بر خلق خدا بخر نکوئی

مردان خدا نمی پسندند

حافظ محمد یوسف سدیدی

۱۹۲۷ء کو چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ گذشتہ تیس برس سے روزنامہ امروز کے خطاط اعلیٰ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں بے شمار خطوں میں بلا کی مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں۔

دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز

میں جانتا ہوں موت ہے سنّت حضورؐ کی

خورشید رقم

۱۳۹۸ھ

خدایا بہ شوقِ ذاتِ رسول ﷺ

التماس

بدرِ محمد ﷺ مرا کن قبول

۱۹۶۵۰ — ۱۳۶۶۹

خطاط: محمد صدیق اللہ رقم — تلمیذ: حکیم محمد عالم گکھڑوی

اکرام الحق

۱۹۳۹ء کو لاہور شہر میں پیدا ہوئے خورشید عالم خورشید رقم کی زیرِ نگرانی خوشنویسی حاصل کی۔ آپ نے بہت کم عمری میں کافی شہرت حاصل کی آج کل ایوانِ خطاطان پاکستان کے صدر ہیں۔

محمد اکرم اکی تلمیذ صوفی خورشید عالم خورشید رقم

من کلام سید حضرت خواجہ سید دانیال شاہ

نقل از خط حضرت سید دانیال شاہ بنام صوفی خورشید عالم خورشید رقم

کیمیا پیدا کن از مشقِ گلی

بوسہ زن بر آستانِ کاملی

ثقلین زیدی ابن سید نیک عالم

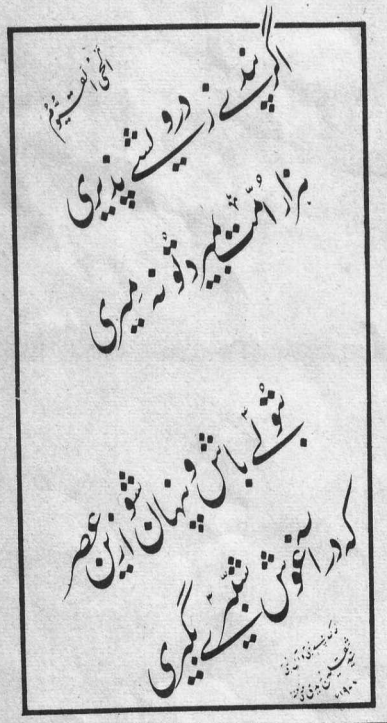

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمین الرَّحمٰنِ الرَّحیم مٰلکِ یومِ الدّین

اِیّاکَ نَعبدُ و اِیّاکَ نَستعین اِھدِنَا الصِّراطَ المُستقیم

صِراطَ الَّذینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم

وَلَا الضَّآلّین

سیّد ثقلین زیدی

سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ خط کے نکات کو اپنے والد سید نیک عالم سے سیکھا جو اونچے پایہ کے خوش نویس ہیں۔

الٰہی در جہان باشی با اقبال

جوان بخت و جوان دولت جوان سال

۱۹۵۵ء

حکیم مجید رفیع

۱۹۰۷ء کو جگرانوالہ میں پیدا ہوئے ان کے آباء و اجداد سب کے سب خوشنویس تھے۔ ابتدا میں انہوں نے اپنے والد سے خط سیکھا۔ خط نستعلیق میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔

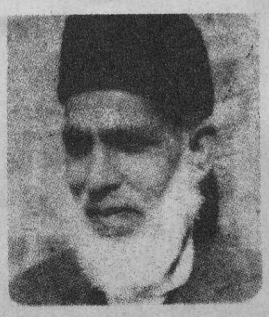

محمد اعظم

۱۹۲۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے فن خطاطی کو منشی نورالدین اور پروین رقم سے سیکھا ان کی اکثر تحریریں خط نسخ میں ہیں۔

مشکلیں امت ہوا کی آسماں کرتے ہوئے

موج دریا کو ہمدوش سلیماں کرتے ہوئے

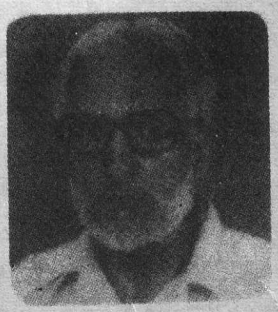

ھدایت اللہ منہاس

۱۹۱۹ء کو ہندوستان کے گورداس مقام میں پیدا ہوئے خط نستعلیق کے ماہر ہیں۔ کوہستان کے روزنامہ ہای کے خوشنویس ہیں اور آج کل لاہور میں ہیں۔

سلام علیک ﷺ ای نبیِ مکرم
مکرم تر از آدم و نسلِ آدم

کتبہ خورشید عالم خورشید رقم ۱۳۹۶ھ

صوفی خورشید عالم خورشید رقم تلمیذ (شاگرد) تاج الدین تاج رقم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بادِ رحمت سنک سنک جائے
وادیِ جاں مہک مہک جائے
جب چھڑے بات نطقِ حضرت ﷺ کی
غنچۂ فن چٹک چٹک جائے

حفیظ تائب

محمد صدیق تلمیذ صوفی خورشید عالم خورشید رقم

بسم الله الرحمن الرحيم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر ۳۹۶

انور حسین تلمیذ حضرة سید نفیس رقم

انور حسین تلمیذ سید انور حسین نفیس رقم

خط خوش را بهتر از لعل و جواهر گفته اند
یک جواهر خانه از بهر بشارا آورده ام

یوسف سدید ۱۳۹۷ھ

تذکرۂ خلیل

حیاتِ طیبہ

قدوۃ العلماء تاج المحدثین زبدۃ الفقہاء سراج المناظرین

الامام الہمام الاوحد مولانا الشیخ خلیل احمد المدنی المہاجر قدس سرہ

مؤلفہ

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ قاسمیہ

رنگ پورہ روڈ ○ سیالکوٹ شہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصمد اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرقد منور

حضرت سید غلام قادر رح

ابن سید محمد عرف شاہ سید محمد شاہ بن سید محمد ہاشم شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ

نوشاہی قادری

تاریخ وصال: ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۷۶ء بروز چہارشنبہ بوقت عصر

واقفِ سرِ نہاں ہر بندہ نیست

آں عزیزاں را نشانے دیگر است

سجادہ نشین: سید غلام حیدر ہاشمی

چند ایرانی خوشنویسوں کے نمونے

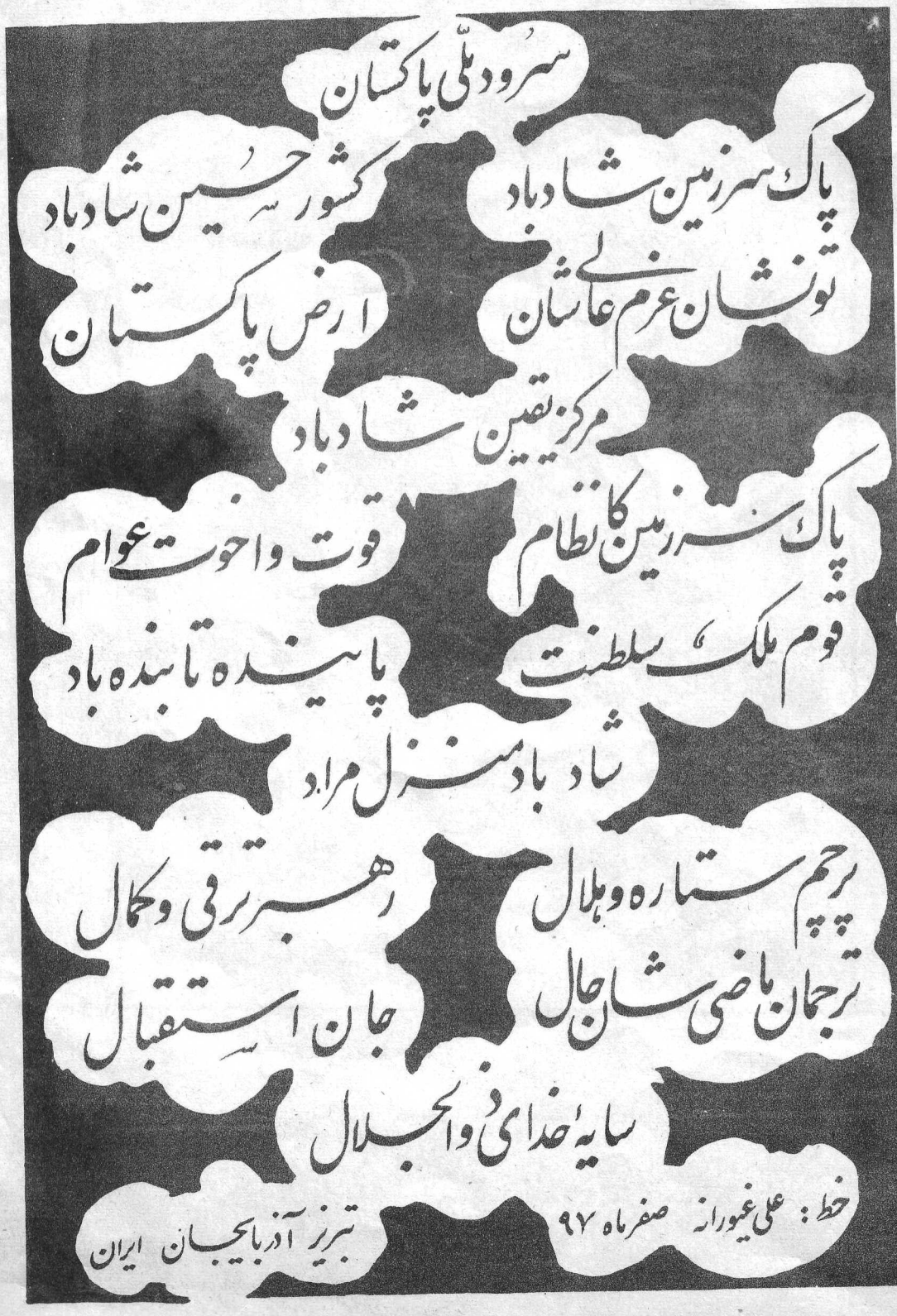

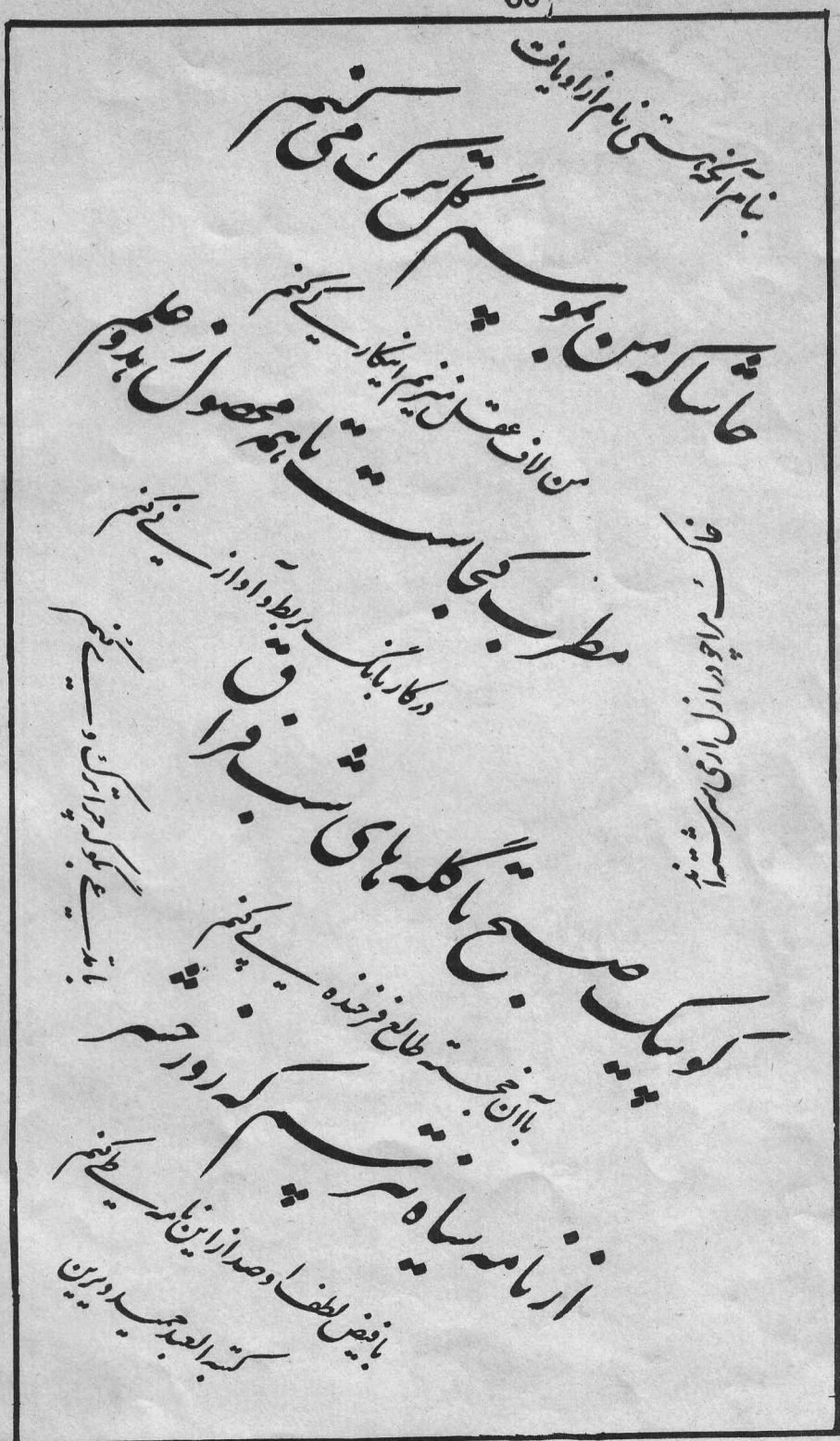

حمید دیرین

۱۳۱۵ھ کو ملک شیراز کے زیبائی شہر میں پیدا ہوئے با ذوق ماہر فن اور محنتی طالب علم ہیں۔ خط کی تزئین کے ساتھ ساتھ بہترین خوش نویس ہیں۔

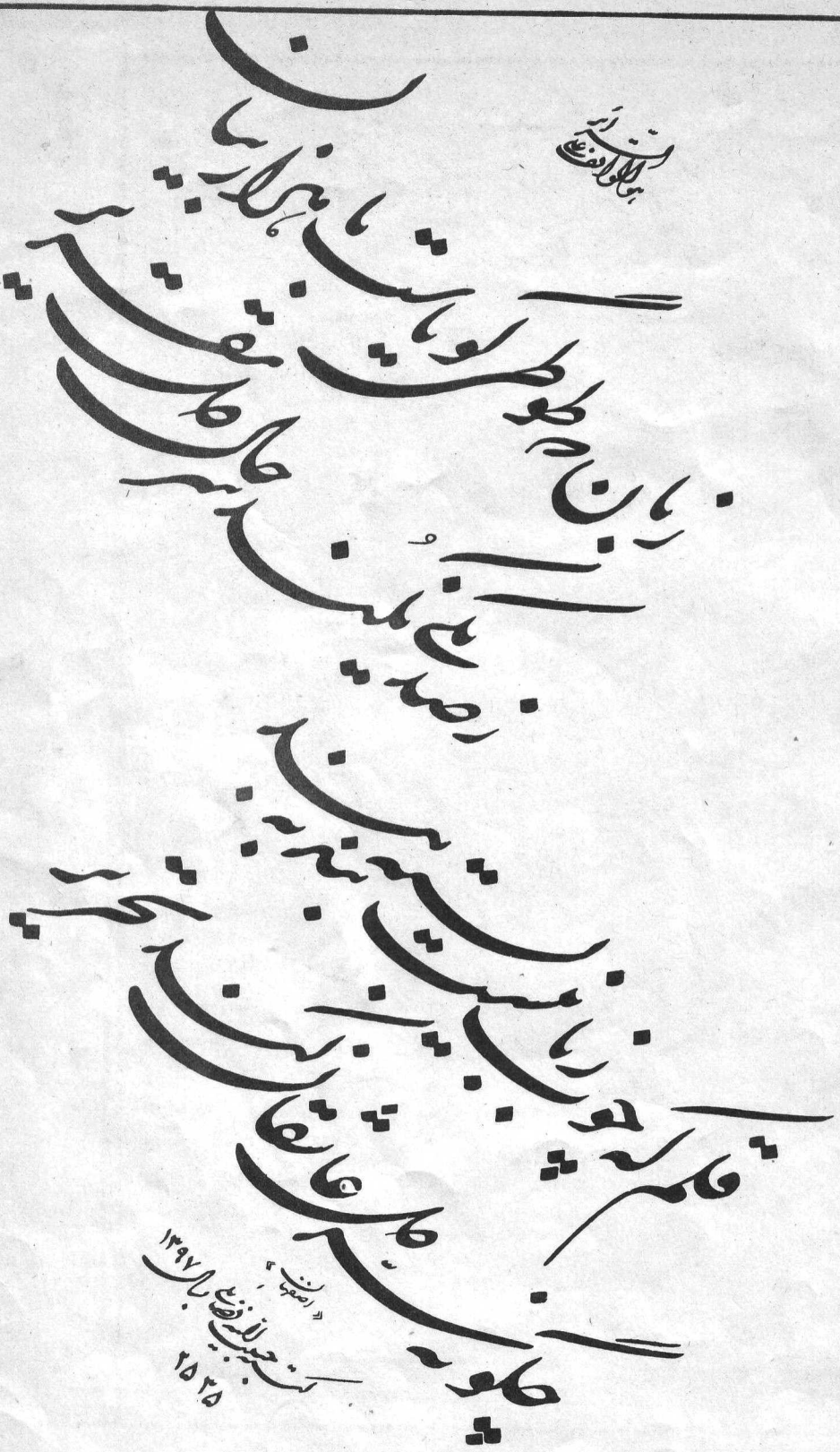

استاد حبیب اللہ فضائلی

۱۳۰۱ھ میں انہوں نے یہ فن حاصل کیا اور بڑے بڑے خطِ اصفہان کے ماہرین کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اپنے ہنر خوشنویسی کی بڑی حفاظت کرتے تھے اور تمام فنکاروں اور عالموں کی قدر کرتے تھے۔

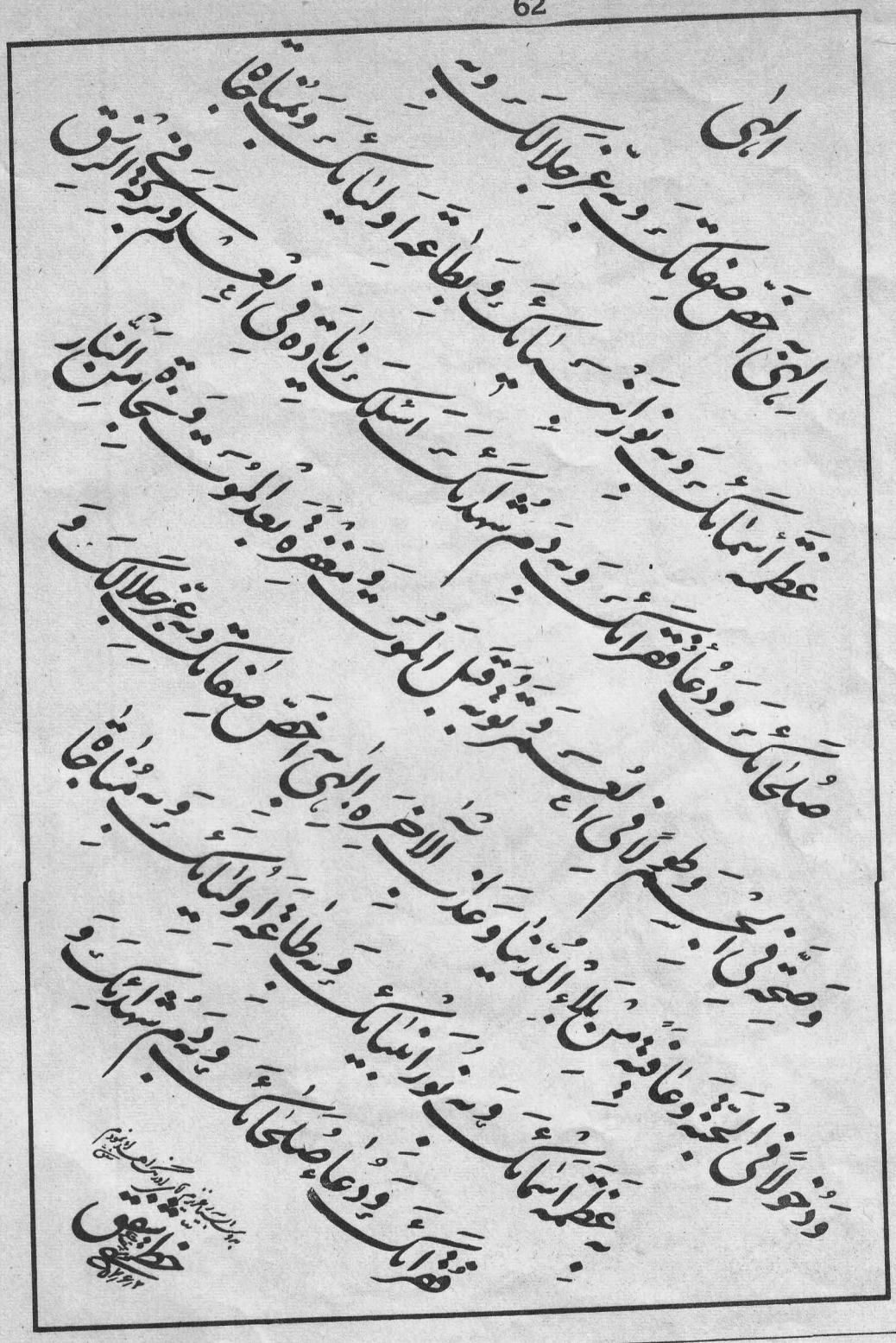

سیّد قوام الدّین شفق

۱۳۱۲ھ رامسر میں پیدا ہوئے۔ فن خوش نویسی کو اپنے والد (جو اپنے زمانے کے بہت بڑے خطاط تھے) حاصل کیا۔ خوشنویسی میں اپنی مقبولیت رکھتے ہیں۔

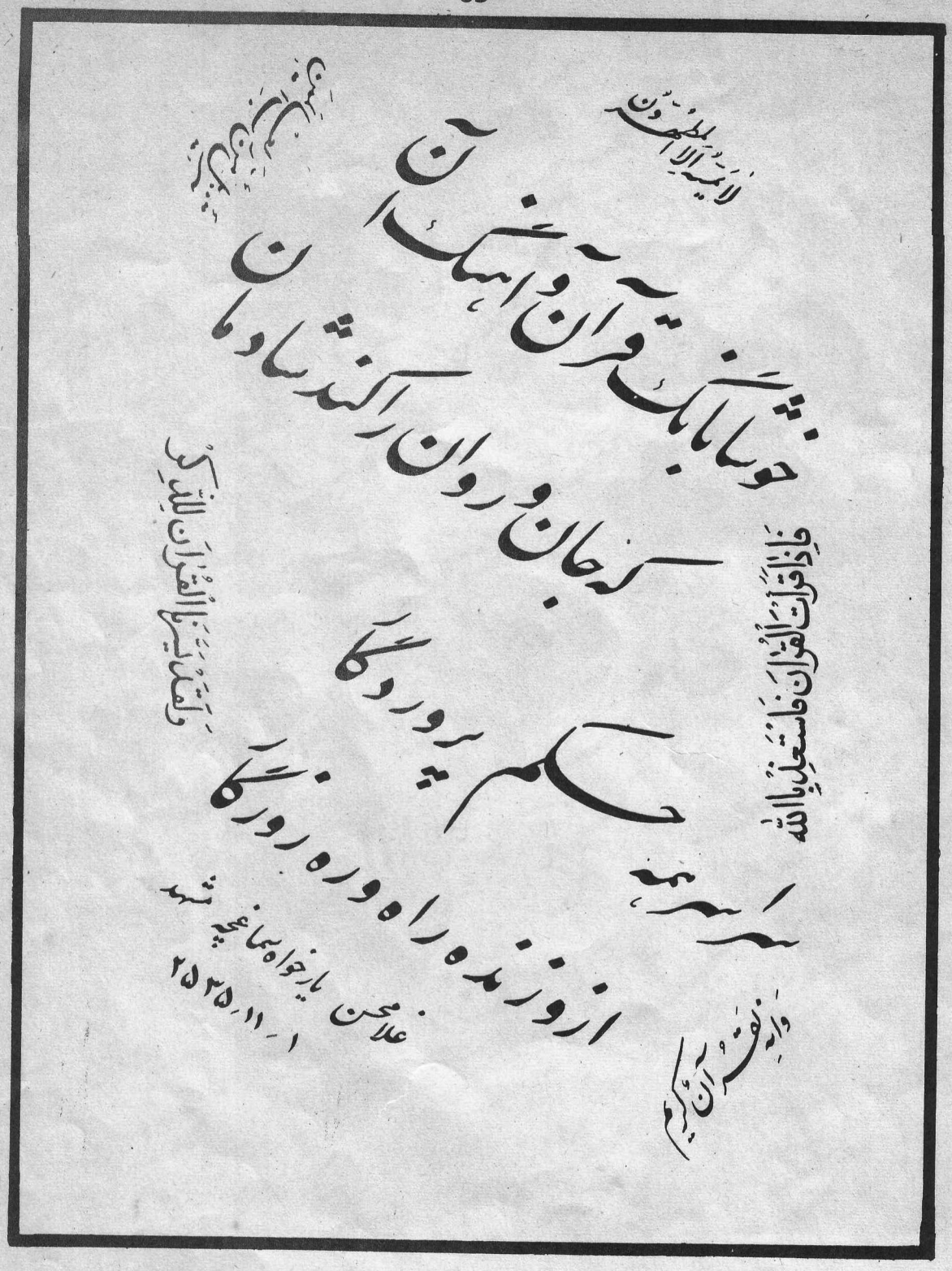

غلام حسین یارخواه سماغچه

ان کی پیدائش اور درس گاہ خراسان ہے یہ اپنے فن کے اعتبار سے ایسے مزین اور آراستہ ہیں کہ ان کے فن سے عشق و محبت کی بو ٹپکتی ہے۔

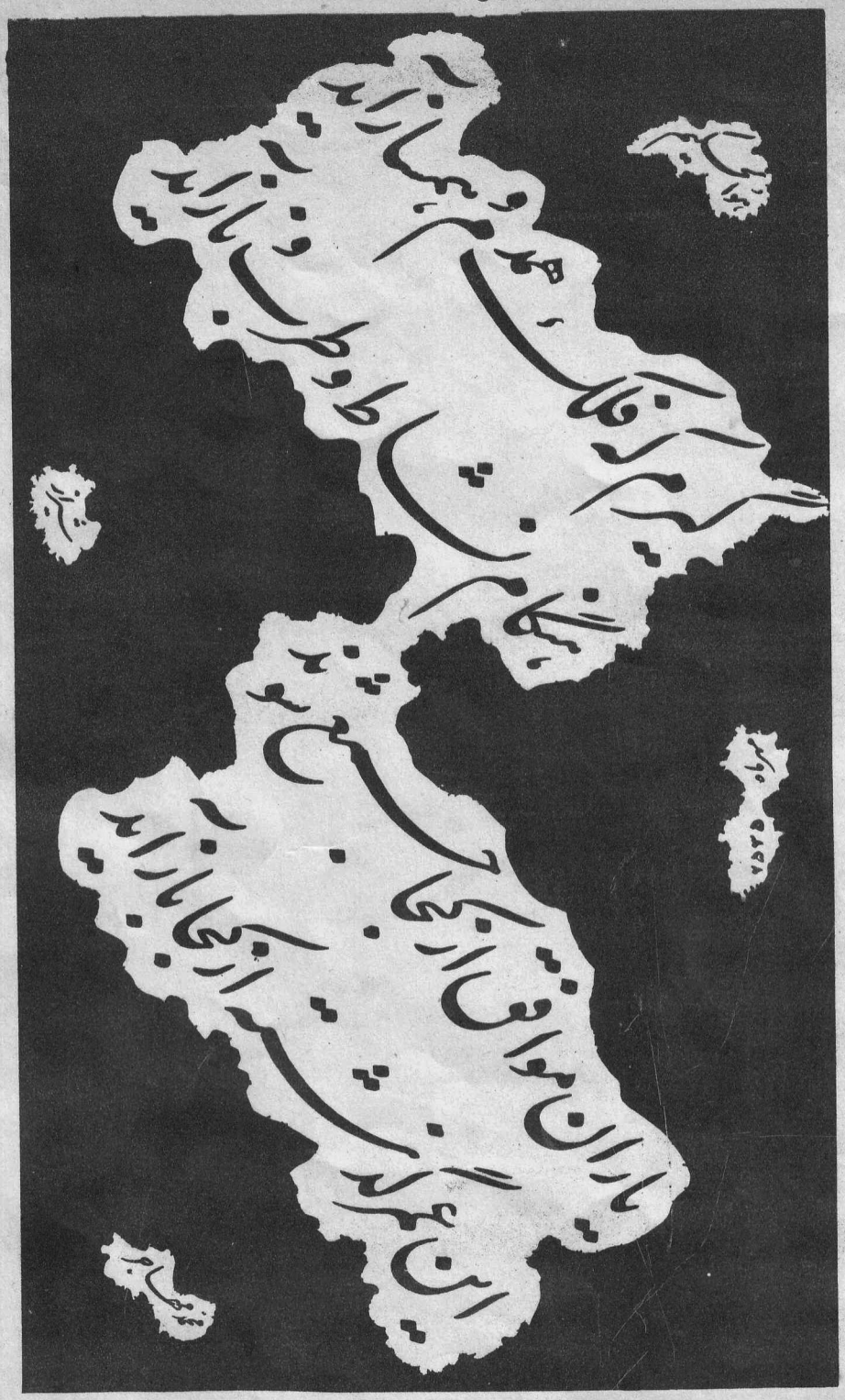

محمد مهاجر

۱۳۲۲ھ میں پیدا ہوئے شیراز کی سرزمین کے بہترین فن کار ہیں۔ خط نستعلیق کو اپنے استاد محترم حمید پردین سے حاصل کیا اور اس میں کافی مہارت حاصل کی۔

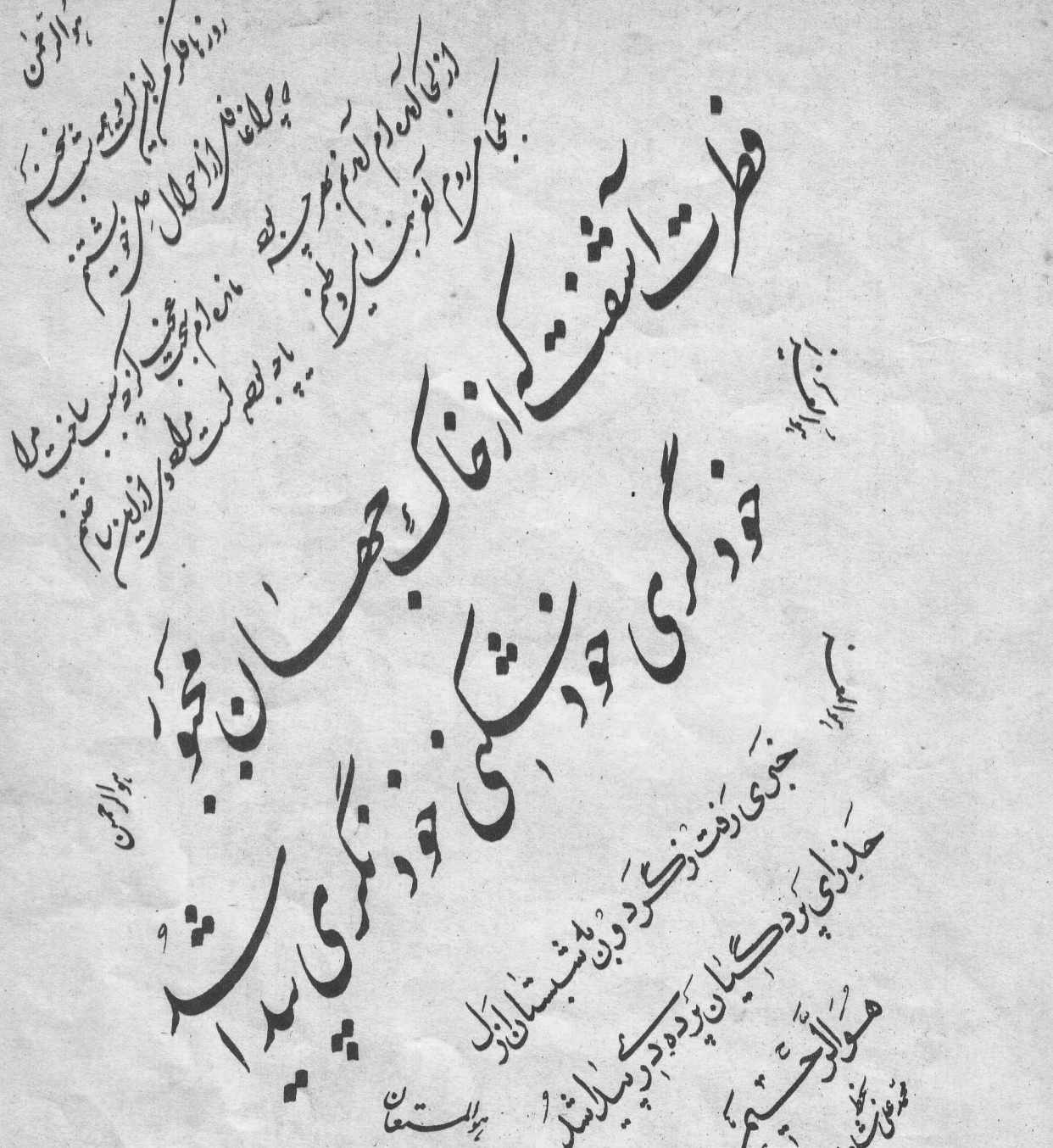

محمد علی شادمان

آزاد کلاس کے اسٹوڈنٹ خط اصفہانی کے خوشنویس ہیں اور فضائلی استاد کے زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔

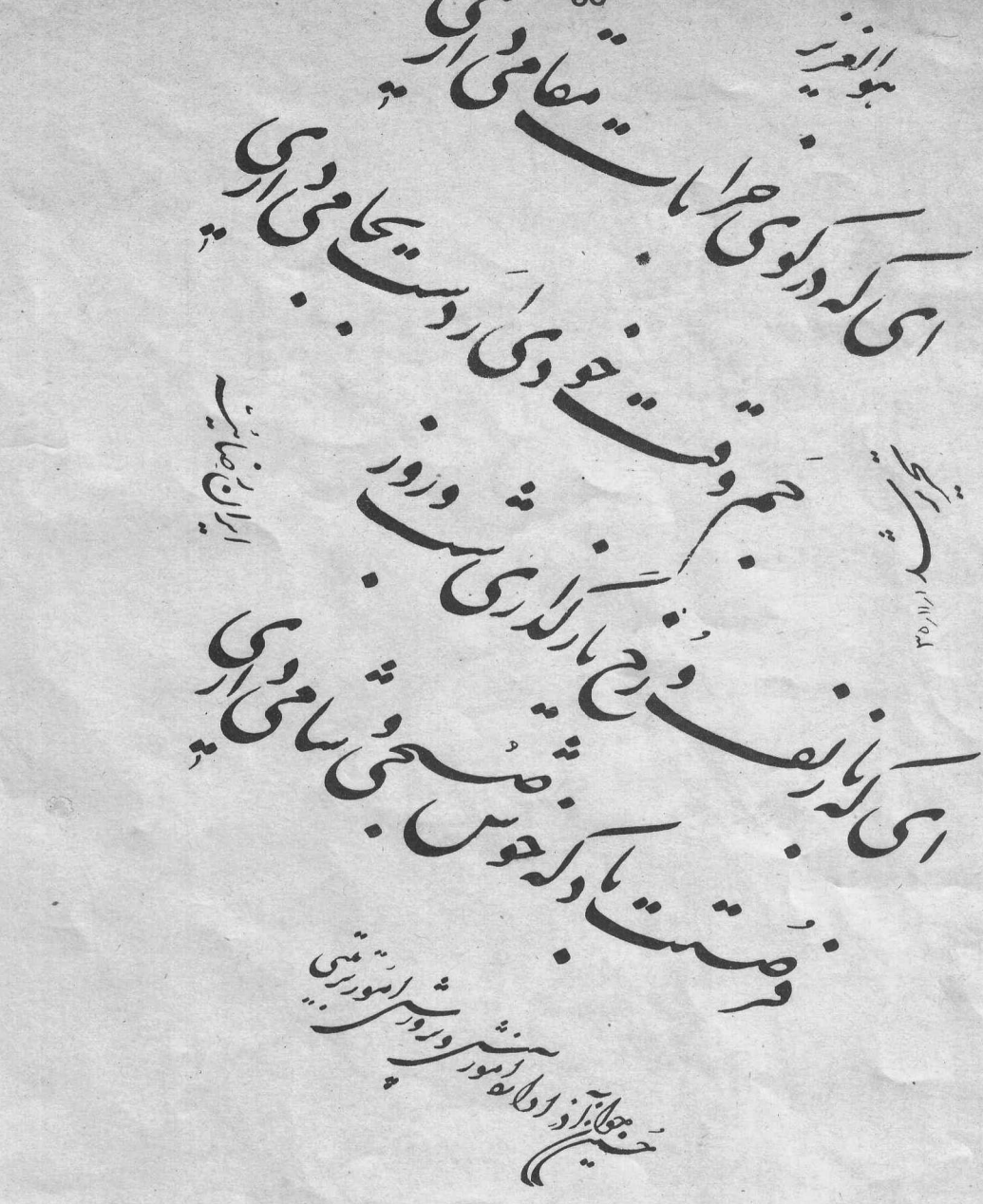
ای آنکه دلوی مرا ساعت مقامی داری
ای آنکه دلوی مرا ساعت مقامی داری
ای آنکه دلوی مرا ساعت مقامی داری
وقت است که دلوس خصوصی سامی داری
حسین بهمن آزاد اداره امور شهرستانها و روستاها امور زراعتی
۳۵/۱۱/۱
ایران ضمانت

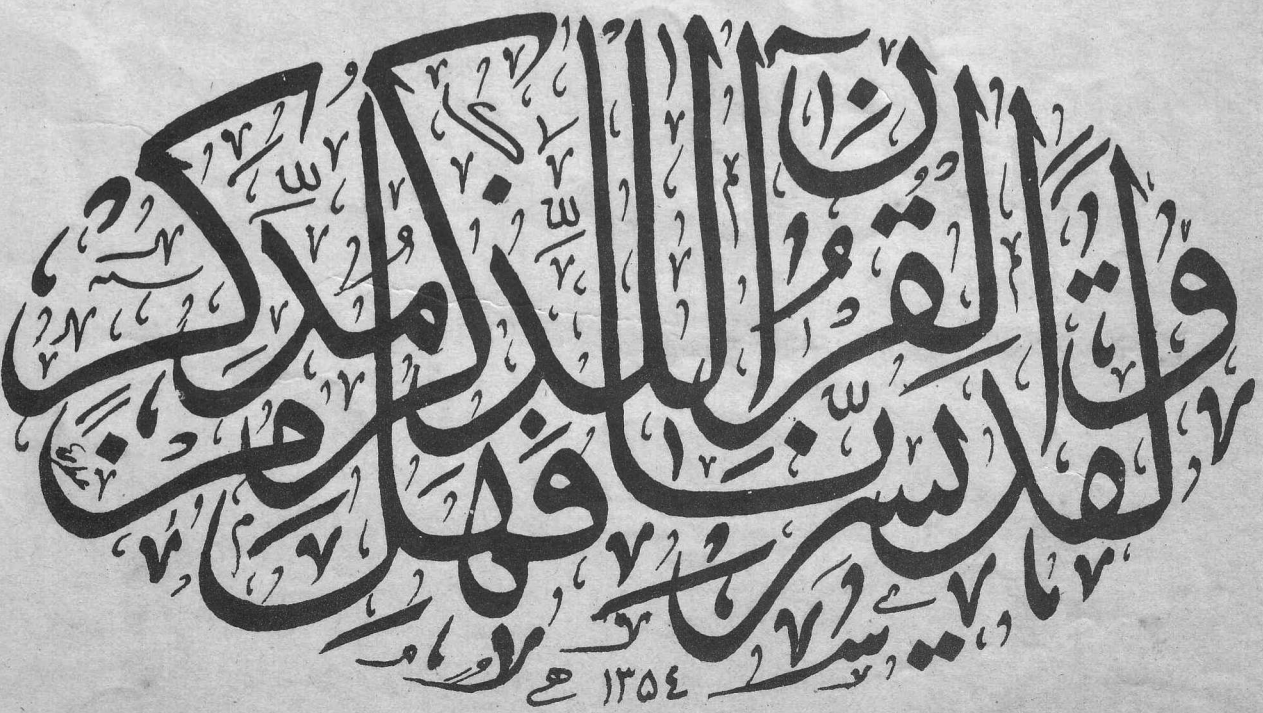
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ
۱۳۵٤ هـ

کتابوں اور اخباروں کے ٹائٹل

اور

فلموں کے نام کے نمونے

The MASHOOQ DAILY BOMBAY No.3

مشوق

جلد (۱) | بمبئے۔ مورخہ | سنہ ۱۹۳ء | نمبر ( )

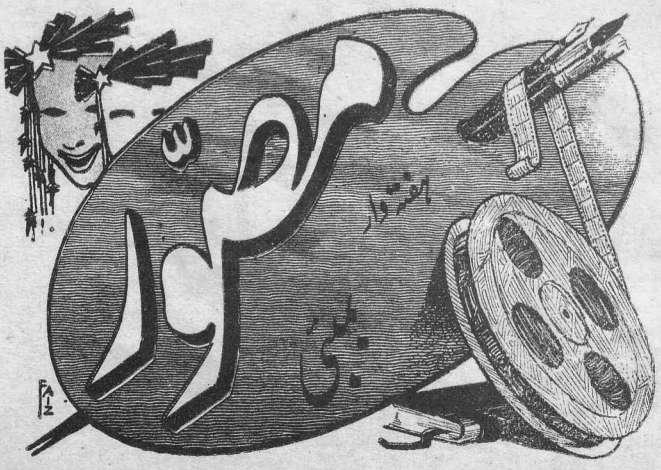

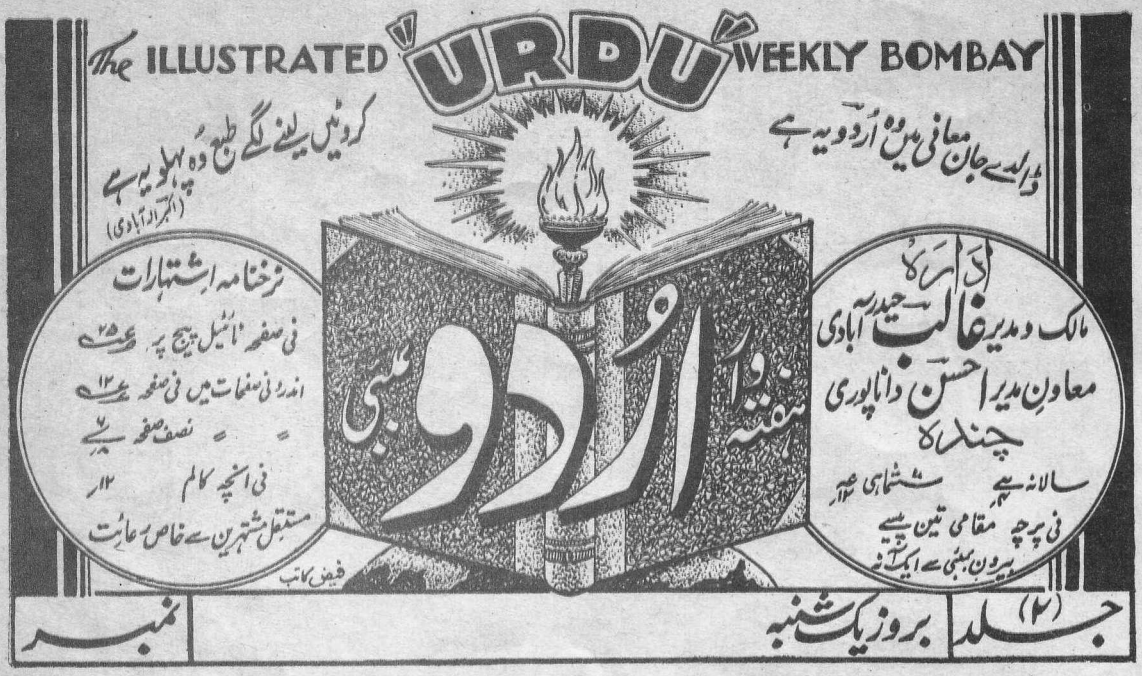
The ILLUSTRATED "URDU" WEEKLY BOMBAY
کروٹیں لینے لگے طبع وہ پہلو یہ ہے
(اختر انصاری آبادی)
ڈالدے جان معانی میں وہ اردو یہ ہے
ہفتہ وار اردو بمبئی
نرخنامہ اشتہارات
فی صفحہ ٹائیٹل پیج پر ۲۵
اندرونی صفحات میں فی صفحہ ۱۲
" نصف صفحہ ۷
فی انچ کالم ۱۲
مستقل مشتہرین سے خاص رعایت
فیض کاتب
ادارہ
مالک و مدیر غالب حیدرآبادی
معاونِ مدیر احسن داناپوری
چندہ
سالانہ ۱۴ ششماہی ۸
فی پرچہ مقامی تین پیسے
بیرون بمبئی سے ایک آنہ
جلد (۲) بروز یکشنبہ نمبر

The NARGIS
WEEKLY BOMBAY
طبقہ خواتین کے لئے
گلشن علم و ادب کا
ایک مہکتا ہوا پھول
نرگس بمبئی
مدیرہ
کنیز فاطمہ قمر
FAIZ

ادب آرٹ اور فلم کا مصور مجلہ
آرٹسٹ بمبئی
FAIZ

چکبست اور باقیات چکبست

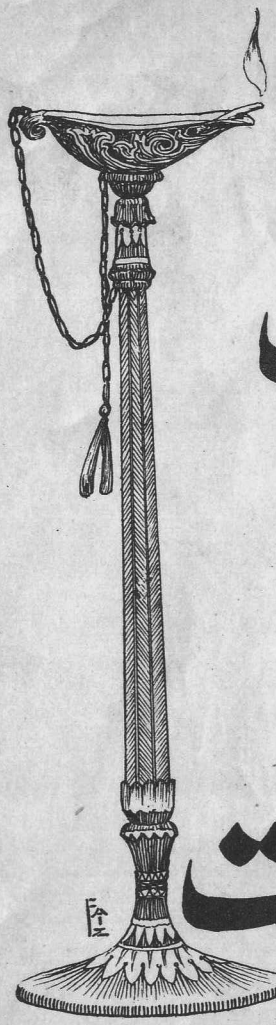

کالیداس گپتا رضا

به ذرّه گر نظرِ مهرِ او تراب کند
به آسمان رود و کارِ آفتاب کند

کتبه فیض مجدد لاہوری

غالب شناسی ۲

انتخاب اُردو و فارسی

معہ دیباچہ

ظ انصاری

جاسوس لڑکی

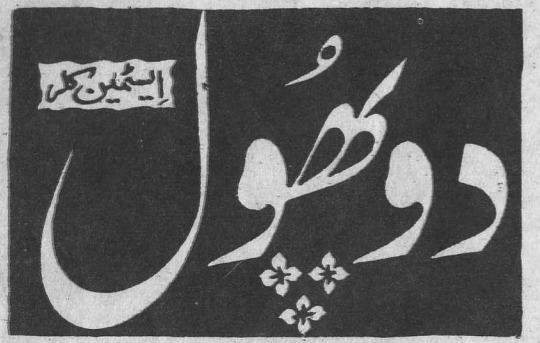
ایسٹین کلر
دو پھول

ایسٹین کلر
چھپا رستم

عشقِ حسین ؑ

نیا زمانہ

بدنام فرشتے

چھوٹی بہو

زرتش
کی
امین
زرتش
امین
زرتش
امین کی
زرتش
امین کی
زرتش
کی
امین

گیوا کار
دیدار

ایسٹمین کلر
غدّار

راکھی اور ہتھکڑی
ایسٹمین کلر

پھر بھی
ایسٹمین کلر

ایسٹمین کلر
پُورب پچھم

ایسٹمین کلر
منجلی

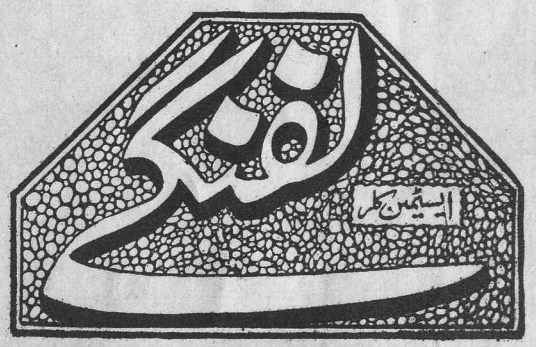
ایسٹمین کلر
لٹکے

34611 فیہ شفاء للناس 34611

فہرستِ ادویہ

حیدری دواخانہ دہلی

رجسٹرڈ

۶۵ محمد علی روڈ۔ متصل ناکہ زکریا مسجد بمبئی ۳

زیر سرپرستی

عالیجناب جامعِ دورانِ حکیم مرزا حیدر بیگ صاحب دہلوی مدظلہ

جو طبِ یونانی کو ترقی دینے اور یونانی ادویہ کے قدردان حضرات کو بہترین مفردات اور مرکبات بہم پہونچانے کی خاطر عروس البلاد بمبئی میں قائم کیا گیا ہے۔ جس کی تمام ادویات ماہر فن دواساز بغیر ہاتھ لگائے جدید سائنٹیفک آلات سے تیار کرتے ہیں

فیض لاتھ پرنٹ

PRICE-LIST

HAIDARI DAWAKHANA DELHI

(REGISTERED)

MANUFACTURING UNANI CHEMISTS & DRUGGISTS

65, MOHAMMEDALY ROAD, BOMBAY, 3.

Under the patronage of

HAKIM MIRZA HAIDAR BEG DEHLVI

حیدری

رجسٹرڈ

یہ گولیاں قیمتی اجزا اور بیش بہا جواہرات کا ایک کیمیاوی مرکب ہیں اور عالیجناب حکیم مرزا حیدر بیگ صاحب کے بزرگوں کے مطب کا خاص تحفہ ہیں۔ جو لوگ کثرتِ جماع اور جوانی کی غلط کاریوں کا شکار ہو کر ناکارہ ہو چکے ہیں یا کسی طویل بیماری میں مبتلا رہنے کے باعث اپنی مردانہ قوتیں کھو چکے ہیں۔ اُنکے حق میں پیغامِ شفا اور اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، گردہ اور مثانہ کو بیحد طاقت پہونچاتی ہیں۔ بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو پہلوان بناتی ہیں۔ اُداسی اور پریشانی کو دُور کر کے دلمیں تازہ اُمنگیں اور ولولے پیدا کرتی ہیں۔ جسمِ انسانی کی اُن خدوددوں کو جنکی تندرستی اور مضبوطی پر عام قوتوں کا دارومدار ہے بیحد تقویت دیتی ہیں۔ اِن کو استعمال کرنے والا کبھی ندامت کا مُنہ نہیں دیکھتا بلکہ ہمیشہ اپنی رفیقۂ حیات کا محبوب و مرغوب رہتا ہے۔ اِستعمال سے پہلے اپنا وزن کرلیں اور دو ہفتہ استعمال کے بعد پھر وزن کریں اور دیکھیں کہ پندرہ خوراکوں نے آپکے بدن میں کسقدر خون کا اضافہ کر دیا ہے۔

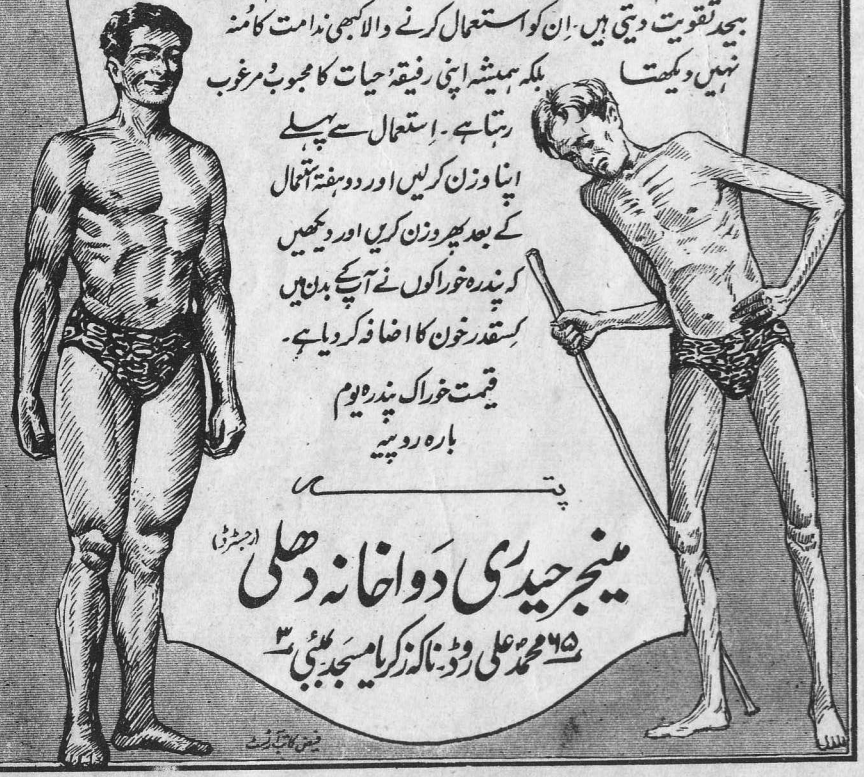

قیمت خوراک پندرہ یوم
بارہ روپیہ

پتہ

مینجر حیدری دواخانہ دہلی

(رجسٹرڈ)

۶۵ محمد علی روڈ۔ ناکہ زکریا مسجد بمبئی ۳

فیض لاتھ پرنٹ

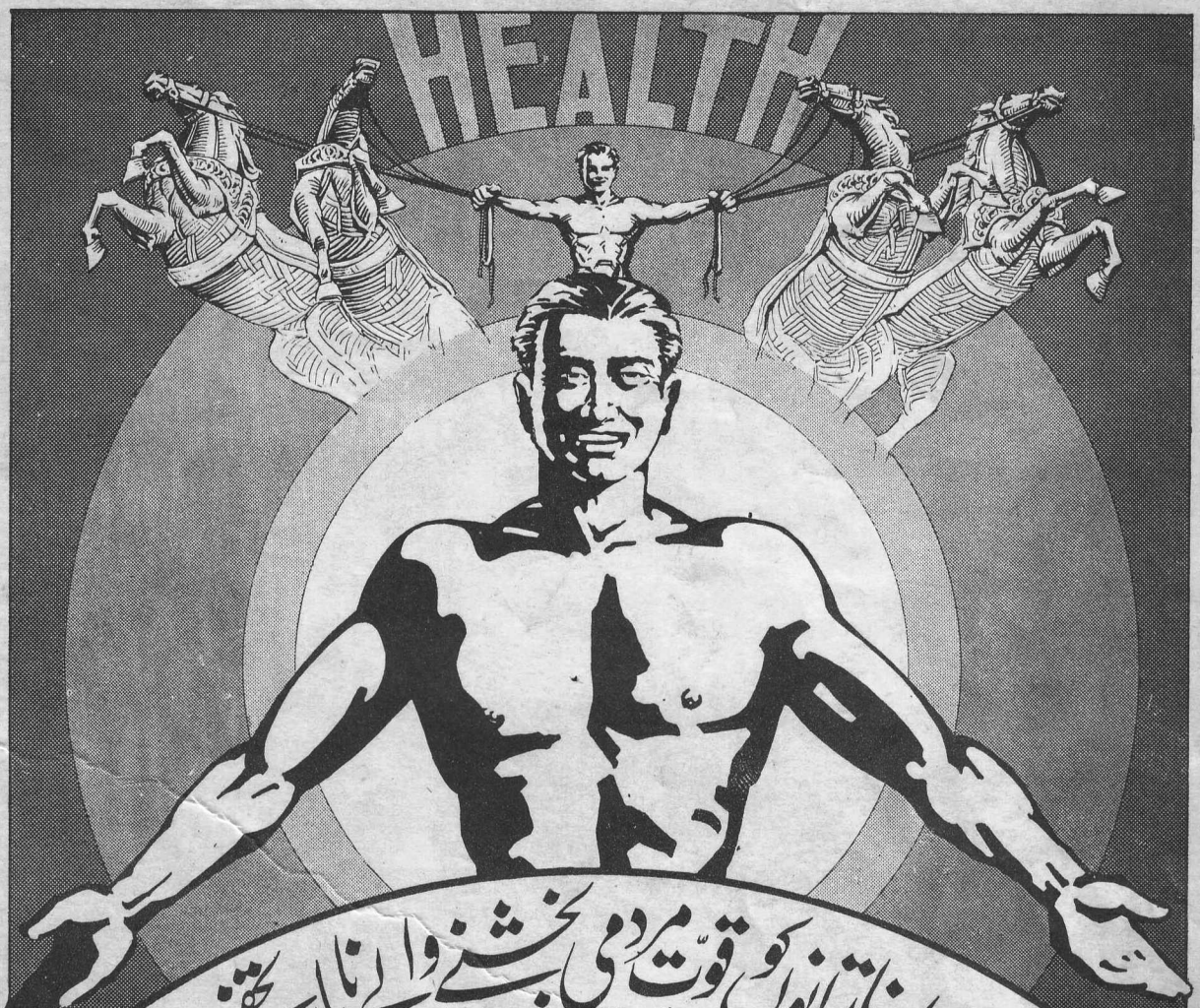

کمزور اور ناتوانوں کو قوتِ مردمی بخشنے والی نایاب دوا

رجسٹرڈ

گولڈن پلز

یہ گولیاں قوتِ باہ کی کمزوری نیز ہر جسمانی و دماغی کمزوری کیلئے تیر بہدف ہیں۔ نامردی کا تو مکمل علاج ہے۔ مادرزاد نامرد کے علاوہ دوسرے تمام نامردان کے استعمال سے صحتیاب ہو سکتے ہیں۔ بڑھاپے میں اگر جوانی کا لطف اٹھانا ہو تو ضرور ان گولیوں کا استعمال شروع کر دیں۔
قیمت چھوٹی شیشی چھ روپیہ آٹھ آنہ

نیو لائف ڈراپ رجسٹرڈ

جریان۔ احتلام۔ سستی۔ کمزوری اور نامردی کے لئے تیر بہدف دوا ہے۔ اسکے پہلے روز ہی کے استعمال سے انسان میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ بغیر عورت کے نہیں رہ سکتا۔ قیمت 3/4/0

نیو لائف طلاء رجسٹرڈ

اعضائے مخصوص کی رگیں خواہ زیادہ عیاشی سے کمزور ہو گئی ہوں یا کسی اور وجہ سے۔ اسکے استعمال سے قوتِ مردانگی میں پوری طاقت آجاتی ہے۔ اور انسان بغیر عورت کے نہیں رہ سکتا قیمت 4/4/0

نکسول رجسٹرڈ

جریان قوت باہ کی کمزوری اور دل و دماغ کی کمزوری کیلئے بہترین دوا ہے۔ مردوں کیلئے روپہلی ٹکیاں اور عورتوں کیلئے سنہری ٹکیاں ہیں۔ مرد و عورت دونوں کیلئے نایاب چیز ہے قیمت 3/4/0

نیو لائف ٹیبلٹ رجسٹرڈ

وہ لوگ جنہیں عورت کے پاس جانیسے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور وہ دو ایک منٹ میں ہی ختم ہو جاتے ہیں وہ اس کی دو ٹکیہ ایک گھنٹہ پہلے دودھ کیساتھ کھا کر گھنٹوں لطف اندوز ہو سکتے ہیں قیمت فیشی 5/0/0

سلطانیہ میڈیکل اسٹور بیگ محمد ہائی اسکول بلڈنگ۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳

فیض
کاتب آرٹسٹ

جشنِ نما

اپریل فول ڈے صابو صدیق گراؤنڈ میں

منایا جا رہا ہے

جسمیں نامور پروفیسران ادبا۔ شعرا اور کومیڈین اداکار حصّہ لے رہے ہیں

فیض کاتب

بھارت لیتھو ورکس ۳۰ یکاوی اسٹریٹ بمبئی ۸

KARDAR PRODUCTIONS

کاردار پروڈکشنز کا عظیم الشان شاہکار

شاہجہان

زیرِ ہدایت:- اے۔ آر۔ کاردار

اداکار:- سہگل۔ راگنی۔ جیراج

ایم۔ ڈی کنور۔ سلوچنا چٹرجی۔ ہمالیہ والا

نذیر بیدی۔ انوری۔ کیسر بائی۔ اور

نسرین

موسیقی:- نوشاد۔ نغمے:- مجروح سلطانپوری

a hed

آرٹ ڈائرکٹر:- اچریکر

صداسندی:- ایم کاترک

عکاسی:- دویچہ

تفصیلات کیلئے کاردار پروڈکشنز پریل بمبئی ۱۲ پر لکھیئے